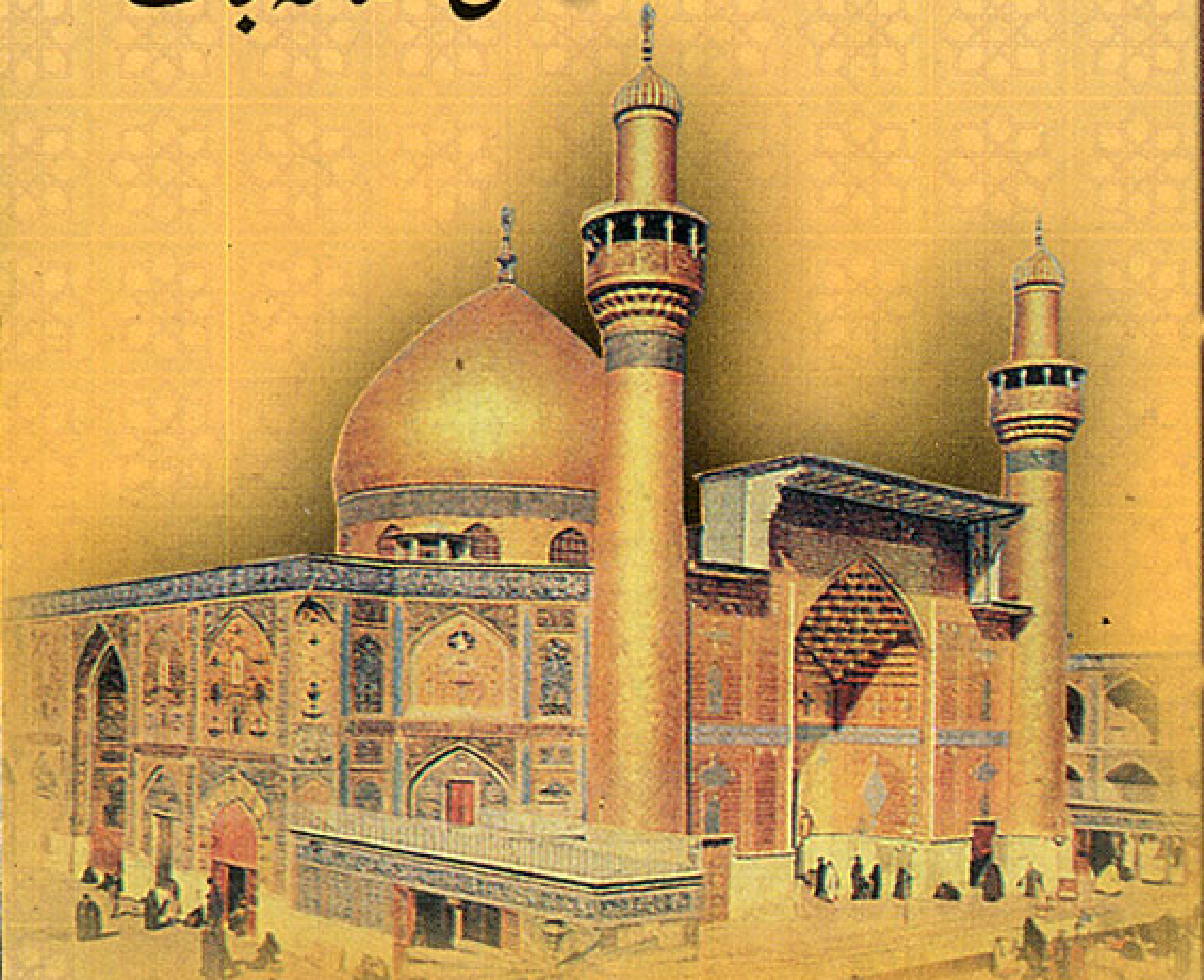
۱۴ معجزے

مع اضافہ جات





















نام کتاب : ١٤ معجزے

تاریخ اشاعت : بار اول، دسمبر ١٩٧٤
بار پنجم، جون ٢٠٠٣

ترتیب و تدوین : اے۔ ایچ۔ رضوی

کتابت : سید جعفر زیدی

سرورق : رضا عباس گرافکس

تعداد : ١٠٠٠

ناشر

محفوظ بک ایجنسی ❀ مارٹن روڈ کراچی

محفوظ MBA

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

فہرستِ مضامین

جناب سیدہؑ کی

کہانی سننے کے آداب

(۱) خوشبو لگائیے (۲) اپنے کھلے ہوئے سر کو ڈھانپ لیں (۳) باادب بیٹھیں اور یہ سمجھ لیں کہ آپ اسوقت جناب سیدہؑ معصومہ کے حضور میں حاضر ہیں (۴) فضول اور لغو باتوں کو ترک کر دیں۔ (۵) ہنسی کو ضبط کریں (۶) معجزات جو بیان کئے جاتے ہیں، اعتقاد رکھتے ہوئے خلوصِ دل سے سنئے اور شیرینی کو جو آپ کو تقسیم میں ملی ہے، احترام کے ساتھ نوش کریں۔

امام جعفر صادق کے

آداب و شرائطِ نیاز

اس مبارک مہینہ کی ۲۲ تاریخ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی نیاز تقریباً تمام حضرات کے یہاں ہوتی ہے، اکثر لوگ لاعلمی کیوجہ سے وقت کی پابندی اور آداب نیاز کا خیال نہیں کرتے ہیں جس کے باعث مستجاب نہیں ہوتی، اسلئے آپ لوگوں کو مطلع کرنے کے لئے طریقۂ نیاز (نذر) بتاتے ہیں۔

۲۲ رجب المرجّب کو تین بجے شب اٹھ کر جس کی صبح ۲۲ رجب ہوگی، گھر صاف و

ستھرا کر کے پاک چاندنی (چادر) دری یا فرش جو میسّر ہو بچھائیں، مکان میں لوبان یا اگربتی سلگائیں، خود کو پاک و پاکیزہ کریں اور خوشبو سے معطّر ہوں، ایک پاک برتن میں پانی لے کر اُس پانی سے سوا سیر میدہ اور اسی قدر شکر ملا کر گوندھ لیں پھر سوا پاؤ گھی میں ان سب کی چودہ ۱۴ پوریاں یا ٹکیاں بنا کر تل لیں، پھر دو عدد کونڈے مٹی کے کورے جو کہ پاک پانی سے پہلے دھو لئے ہوں ان دونوں میں سات سات پوریاں رکھیں، اور لوبان یا اگربتی سلگائیں اور شمع روشن کریں۔

بعد نماز صبح، پہلے یہ معجزہ جو آگے بیان ہوگا، پڑھیں یا سنیں، اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی نیاز دیں، اور دعا مانگیں، انشاء اللہ تعالٰے مراد پوری ہوگی۔ اس کے بعد تمام مومنین کو کھلائیں۔

طریقۂ نیاز جس چیز پر نیاز دینی ہو اُس کو قبلہ رُخ رکھیں اور خود بھی قبلہ رُو رہیں پہلے تین بار درود پڑھیں، پھر ہاتھ اُٹھا کر یوں کہیں،

"جہت ترویج، روحِ پُرفتوح، مقدّس و مطہّر جناب سرورِ کائنات، خاصۂ خلاصہ موجودات، رحمۃ للعالمین، صفوۃ الآدمیان حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم" یہ نذرِ اقدس جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں بہ خلوص ہدیہ ہے تین مرتبہ اوّل و آخر درود پڑھیں، پھر ایکبار سورۂ الحمد اور تین دفعہ سورۂ اخلاص پڑھیں، اور دعا مانگیں۔

حضرت عبّاسؑ علمدار کا

طریقۂ نذر و حاضری

جب کوئی مشکل یا کوئی حاجت درپیش ہو تو مومنین و مومنات کو چاہئیے کہ

وہ سرکارِ وفا حضرت عباسؑ بن علی علیہ السّلام کا معجزہ بیان کرنے کی محفل اور حاضری کی نیت کریں اور حاجت پوری ہو جانے اور مراد پوری ہونے پر جلد سے جلد ایک محفل منعقد کریں، جس میں ایک مومن یا مومنہ معجزہ سنائے، اور باقی رجوع قلب سے سنیں اور جہاں جہاں موقعہ محل ہو بہ آواز بلند درود پڑھیں، اس کے بعد حسب استطاعت حاضری پر نذر جناب حضرت عباسؑ علمدار اس طرح دیں کہ اوّل و آخر پانچ پانچ مرتبہ درود پڑھیں اور درمیان میں سورۂ حمد ایک بار اور سورۂ اِنّا اَنزلنا ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص تین دفعہ پڑھیں، اور پھر یہ کہہ کر کہ " بار الٰہا ! ہم اس درود اور سورتوں کا ثواب بہ طفیل محمدؐ و آلِ محمدؐ ہدیہ کرتے ہیں۔ حضرت عباس علیہ السّلام کے لئے، اور یہ حاضری اس سقائے سکینہؑ، علمدارِ لشکرِ حسینی کی نذر ہے۔" پھر اس کے بعد کھڑے ہو کر آپؑ کے مزارِ اقدس کی طرف رُخ کر کے آپؑ کی زیارت پڑھیں۔ اور اس کے بعد حاضری مومنین و مومنات میں تقسیم کریں۔ ان نذر و نیاز میں جس بات کی زیادہ ضرورت ہے وہ خلوصِ نیت اور قربۃً اِلی اللہ ہے۔ اس میں ریا، نمود اور ظاہر داری پاس نہ بھٹکنے پائے۔ پاکیزگی اور طہارت کا خاص طور پر خیال رکھا جائے، اور جب تک معجزہ جناب حضرت عباسؑ بیان ہوتا ہے خاموشی اور پوری توجہ سے سنتے جائیں اور درمیان میں کسی قسم کی ایسی بات نہ کریں جس سے توجہ ہٹ جائے۔

طریقۂ فاتحۂ عام مرحومین

اوّل و آخر تین بار درود درمیان میں ایکبار سورۂ الحمد اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھیں، پھر یوں کہیں، ان سورتوں کا ثواب " بطفیل محمدؐ و آل محمدؐ " فلاں بن فلاں کے روح کو پہونچے " آمین ثم آمین " ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سیدہ کی کہانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا معجزہ

مشہور روایت ہے کہ عرب کے کسی شہر میں ایک سُنارن رہتی تھی جس کے صرف ایک ہی لڑکا تھا۔ ایک روز جب سُنارن کنوئیں پر پانی بھرنے گئی تو اس کا لڑکا بھی اُس کے ساتھ ہو لیا۔ سُنارن لڑکے کو کنوئیں کے قریب بٹھا کر پانی بھرنے لگی۔ کنوئیں کے دوسری طرف ایک کمہار رہتا تھا جس کا آوا اس وقت خوب روشن تھا۔ لڑکا کھیلتے کھیلتے اس طرف نکل گیا۔ سُنارن جب پانی بھر چکی تو کنوئیں کے قریب لڑکے کو نہ پا کر خیال کیا کہ گھر چلا گیا ہوگا۔ واپس گھر پہونچی تو گھر پر بھی لڑکا موجود نہ ملا۔ آخر ماں تھی۔ بہت پریشان ہوئی اور روتی پیٹتی اپنے لختِ جگر کی تلاش میں دوبارہ گھر سے نکلی۔ کنوئیں کے قریب آئی۔ جگہ جگہ ڈھونڈا۔ سرگردان و پریشان پھرتی رہی ہر ایک سے پوچھا۔ مگر کوئی سراغ نہ ملا کہیں پتہ نہ چلا۔ اسی طرح شام ہوگئی۔ یکایک شور ہوا کہ سُنارن کا لڑکا کمہار کے آوے میں گر کر جل گیا ہے۔ یہ سُن کر اُسے انتہائی صدمہ ہوا اور اس قدر روئی کہ غش آگیا۔

عالمِ غشی میں کیا دیکھتی ہے کہ ایک معظمہ نقاب پوش تشریف لائی ہیں اور فرماتی ہیں کہ غم نہ کھا۔ تیرا لڑکا بہت جلد تجھ سے ملے گا۔ تو نیت کر لے کہ اگر میرا لڑکا صحیح و سالم آوے میں سے زندہ کھیلتا کودتا نکل آوے تو میں جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا کی کہانی سنوں گی۔ سُنارن نے فوراً عالمِ غشی میں ہی نیت

کر کے منت مان لی۔ جب آنکھ کھلی تو واقعی سُنارن نے دیکھا کہ لڑکا خدا کے
فضل وکرم سے ہنستا کھیلتا زندہ سلامت چلا آرہا ہے اور اعجازِ جناب سیّدہؑ
سے اس کے جسم پر آگ نے کوئی اثر نہیں کیا۔ یہاں تک کہ لباسِ بدن بھی بالکل
محفوظ رہا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ؕ

سُنارن بچّے کو لے کر خوشی خوشی بازار گئی۔ دو پیسے کی شیرینی مول لی
اور پڑوسیوں سے کہا کہ میری مراد پوری ہوئی میرے گھر چل کر جناب سیّدہ
سلام اللہ علیہا کی کہانی مجھے سنا دو اگر کسی کو یاد ہو۔ چھ سات گھر پھری لیکن
ہر ایک نے یہی کہا کہ نہ ہمیں کہانی یاد ہے اور نہ اتنی فرصت کہ فضول باتوں کی
طرف توجہ دیں۔ سنارن سب سے مایوس ہو کر جنگل کی طرف چل دی کچھ دور
چل کر وہی نقاب پوش معظمہ نظر آئیں اور فرمایا کہ اے خاتون مت رو۔ چادر
بچھا کر بیٹھ جا۔ میں کہانی کہتی ہوں۔ تو سُن۔ پھر آپ نے فرمایا کہ شہر مدینہ میں
ایک یہودی رہتا تھا۔ اس کی لڑکی کی شادی تھی۔ وہ یہودی جناب رسولِ خدا
صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میری لڑکی کی شادی ہے
آپؐ اجازت دیں تو میں شرف پاؤں کہ جناب سیّدہؑ میرے گھر تشریف لے
جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس امر کے مالک علیؑ ہیں یہ سُن کر وہ حضرت علیؑ کی
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اجازت دیں جناب سیّدہؑ میرے گھر
تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس امر کی مالک خود جناب سیّدہؑ ہیں۔ اس
کے بعد یہودی نے جناب سیّدہؑ کے دروازے پر آواز دی۔ کہ اے بنتِ رسولؐ
میری لڑکی کی شادی ہے اگر آپ تشریف لے چلیں تو میری عزّت بڑھ جائے گی۔
آپ نے فرمایا کہ جناب امیر علیہ السّلام سے اجازت لے لوں تو چلوں۔ یہودی نے
کہا کہ میں رسولِ خدا اور حضرتِ شیرِ خدا کی خدمت میں گیا تھا سب ہی نے آپ کو

مختار کیا ہے۔ جناب سیّدہؑ یہ سُن کر متفکر ہوئیں اتنے میں جناب رسولِ خداؐ خود
تشریف لے آئے۔ جناب سیّدہؑ نے فرمایا۔ بابا جان! یہودی کے یہاں سے
آدمی آیا ہے آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس کے گھر جائیں یا نہ جائیں۔ آپؐ نے فرمایا
اے بیٹی تم کو اختیار ہے۔ جناب سیّدہ نے عرض کیا۔ بابا جان آپ کی سخت توہین
ہوگی کیونکہ ان کی عورتیں عمدہ اور نفیس لباس و زیورات سے مزیّن ہوں گی اور
میرے پاس وہی پھٹے پرانے کپڑے ہیں جس میں جا بجا خرمے کے پیوند لگے ہیں
رسولِ خداؐ نے فرمایا اے بیٹی! اسی حالت میں جاؤ جو مرضئ معبود۔ چنانچہ جناب
سیّدہ جانے کو تیار ہوگئیں۔ اپنی ڈیوڑھی تک نہ پہونچی تھیں کہ حورانِ جنّت
آسمان سے نازل ہوئیں، اور جناب سیّدہؑ کو زیورات وخلعت سے آراستہ کیا
اور اپنا جلوس لیکر جناب سیّدہ کو روانہ کیا۔ کچھ حوریں داہنے اور بائیں اور کچھ
پیچھے اور کچھ آگے روانہ ہوئیں۔ اس شان سے جناب سیّدہ کی سواری یہودی کے
مکان پر پہونچی۔ جونہی آپ یہودی کے مکان پر پہنچیں تمام مکان آپ کے نور سے
روشن ہوگیا اور ایسی خوشبو پھیلی کہ دور دور تک خوشبو محسوس ہونے لگی۔ یہ
تجمل و وقار دیکھ کر تمام یہود عورتیں بیہوش ہوگئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد سب کو
ہوش آیا مگر دلہن کو ہوش نہ آیا۔ لاکھ تدبیریں کیں مگر سب بے سود ثابت ہوئیں
دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ آنًا فانًا شادی
کا مکان ماتم کدہ بن گیا۔ ....

جناب سیّدہؑ کو یہ دیکھ کر بہت تشویش ہوئی اور فرمایا کہ اطمینان رکھئے
ابھی ہوش آجاتا ہے اس کے بعد آپ نے فوراً دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کے لئے
ہاتھ بلند کئے اور کہا کہ اے میرے معبود میں بنتِ رسولؐ ہوں۔

صدّیقہ نام رکھا ہے تو نے بتول کا ⁂ جھوٹا نہ کیجیو مجھے صدقہ رسول کا

اے میرے معبودِ برحق! میں تیرے رسُول کی بیٹی ہوں
میری عزت تیرے ہاتھ ہے تمام لوگ یہی کہیں گے کہ
سیّدہ کے آتے ہی دلہن ختم ہوگئی خانۂ شادی خانۂ غم بن گیا۔

کچھ دیر نہ گذری تھی کہ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ اور دلہن کلمۂ شہادت پڑھتی ہوئی اُٹھ بیٹھی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ کہنے لگی میں شہادت دیتی ہوں کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے حضرت محمد مصطفٰے رسولِ برحق ہیں آپ ان کی دختر ہیں۔ آپ مجھ کو مذہبِ اسلام کی تعلیم فرمائیں۔ اور اسی طرح صدقِ دل سے وہ عورت مسلمان ہوگئی۔ جناب فاطمہ زہرا کا یہ اعجاز دیکھ کر پانچسو یہودی مرد و عورت مسلمان ہوگئے اور آپ کو سب نے نہایت عزت و حرمت کے ساتھ رخصت کیا۔ ایک عورت آپ کی کنیزی میں دی۔ آپ اپنے دولت خانہ پر واپس تشریف لے آئیں۔ تمام ماجرا جناب رسولِ خدا سے بیان کیا۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی خدا کا شکر ادا کیا

کہانی کا پہلا حصّہ ختم ہوا۔ معظّمہ نے دوسرا حصّہ شروع کیا۔ سُنار نہایت دلچسپی اور اعتقاد سے سُنتی رہی۔

دوسرا معجزہ

کسی ملک کا ایک بادشاہ جو سیر و شکار کا بہت دلدادہ تھا۔ اُس نے ایک دن اپنے وزیرِ سلطنت کو سامانِ شکار تیار ہونے کا حکم دیا چنانچہ وزیر نے بعد تیاریِ سامان بادشاہ کو اطلاع دی اور دوسرے روز علی الصباح معہ وزیر و میرِ شکار اور دیگر شکاری عملہ کے لوگوں کے، شکار کھیلنے کی غرض سے شکارگاہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس مرتبہ بادشاہ کی لڑکی (شہزادی) معہ اپنی سہیلی وزیرزادی کے ضد کرکے ہمراہ ہوئی، کافی مسافت طے کرنے کے بعد جب یہ شکاری قافلہ ایک سرسبز و شاداب

جنگل میں پہونچا تو سفر سے آسودہ ہونے کے لئے بموجب حکمِ شاہی اس جگہ خیمے نصب کئے گئے۔ باورچیخانے کا عملہ کھانا پکانے کے انتظام میں لگ گیا، اور کچھ لوگ سفر کی تکان کی وجہ سے خیموں کے باہر ہی لیٹ گئے۔ کہ اتنے میں خلافِ اُمّید اس زور و شور کے ساتھ آندھی چلی کہ اس نے بڑے بڑے تناور درختوں کو زمین سے اُکھاڑ کر پھینک دیا، گرد و غبار کی وجہ سے پاس کی چیز تک سجھائی نہ دیتی تھی۔ اس طوفانی عالم میں ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی، شاہی خیمہ و خرگاہ کا دور دور تک کہیں پتہ نہ تھا جب آندھی کا زور کچھ کم ہوا اور منتشر شدہ لوگ یکجا ہونا شروع ہوئے تو اس وقت شہزادی اور وزیرزادی کی تلاش سرعت کے ساتھ کی جانے لگی جن کا کہیں پتہ نہ تھا۔ بادشاہ اور وزیر دونوں محبّتِ پدری سے بیتاب ہو کر دونوں لڑکیوں کی تلاش میں بہ ذاتِ خود منہمک تھے، لیکن بہت دوڑ دھوپ کے بعد بھی کامیابی نہ ہوئی اور بالآخر بادلِ ناخواستہ دارالسلطنت کی طرف واپس لوٹنا پڑا۔ محل سرا میں اس خبر سے کہرام مچ گیا۔ جس میں رعایا بھی شامل تھی۔

اتّفاقِ وقت کہ بادشاہ اور اس کے شکاری عملہ کے واپس جانے کے بعد ہی سرحدی ملک کا دوست بادشاہ اسی مشترکہ جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے آیا، شکار کے دوران اس بادشاہ پر پیاس غالب آئی۔ چنانچہ اس نے اپنے وزیر کو پانی لانے کا حکم دیا۔ مگر پانی کا ذخیرہ جو قافلہ کے ہمراہ تھا ختم ہوچکا تھا، چنانچہ وزیر پانی کی جستجو میں چل کھڑا ہوا اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر آبادی کا پتہ لگانے کیواسطے جا پہونچا کہ وہاں اس کو دو حسین و جمیل لڑکیاں نظر آئیں، یہ لڑکیاں وہی گمشدہ شہزادی اور وزیرزادی تھیں اور اپنے والدین اور قافلہ والوں سے جدا ہوگئی تھیں۔

چنانچہ یہ لڑکیاں جب اپنے والدین سے جدا ہو کر پہاڑ پر پہونچیں تو بہت زیادہ پریشان ہوئیں، ظاہر ہے کہ اس وقت ان کی کیا حالت ہوئی ہوگی، دونوں

لڑکیاں اس اَلم انگیز اور بظاہر دائمی جدائی سے اِس قدر روئیں کہ بیہوش ہو گئیں عالمِ غشی میں دیکھا کہ ایک بی بی نقاب پوش تشریف لائیں اور نہایت شفقت سے فرماتی ہیں کہ اے لڑکیو! تم ہراساں مت ہو۔ منّت کر لو کہ جب ہم اپنے والدین مل جائیں گے تو اس وقت ہم جناب سیّدؑ کی کہانی سُنیں گے لہٰذا ان دونوں لڑکیوں نے حسبِ ہدایتِ معظّمہ منّت مانی۔ جب غش سے ہوش آیا۔ تو اپنے اپنے واقعۂ غشی کو ایک دوسرے سے بیان کرکے منّت کی تصدیق کی، اور پھر خدا کے رحم و کرم کی منتظر ہوئیں کہ وزیرِ مذکور پانی کی تلاش میں یہاں تک آ پہونچا جب اس نے ان دونوں بے یار و مددگار لڑکیوں کو اس طرح پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا تو بہت حیران ہوا۔ اس نے پوچھا کہ اے لڑکیو! تم کہاں کی رہنے والی ہو، ذرا اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو اور یہ بتاؤ کہ تم اس سنسان جگہ اور اتنے اُونچی پہاڑ کی چوٹی پر کیسے پہنچیں؟ وزیر کے دریافت کرنے پر دونوں لڑکیوں نے آبدیدہ ہوتے ہوئے اپنا سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد اپنے حسب و نسب اور مراتب سے بھی اس کو آگاہ کر دیا۔

وزیر بھی ان لڑکیوں کے حالات سے آگاہ ہونے کے بعد فوراً اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور اس سے سارا واقعہ بالتفصیل بیان کیا۔ بادشاہ اس واقعہ کو سُن کر بہت متاثر ہوا اور وزیر کو حکم دیا کہ اگر وہ لڑکیاں اپنی خوشی سے آنا چاہتی ہوں تو اُن کو جا کر فوراً لے آؤ۔

بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں اس مرتبہ وزیرِ مذکور معہ چند آدمیوں اور سواری کے ان لڑکیوں کے پاس پہونچا۔ ہمراہیوں کو پہاڑ کے دامن میں چھوڑ کر خود پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا اور دریافت کیا کہ اے لڑکیو! تم ہمارے ساتھ چلو گی؟ لڑکیاں راضی ہو گئیں، وزیر نے دونوں کو پہاڑ کے نیچے اُتارا، اور

سواری پر سوار کرکے باعزت اپنے بادشاہ کے پاس لے گیا۔ جو اُن سب کو لے کر اپنے دارالسلطنت میں لے آیا۔

مخبرانِ شاہی کے ذریعے پہلے بادشاہ کو اطلاع مل گئی کہ اسکی گمشدہ دُختر معہ وزیرزادی کے اس کے پڑوسی بادشاہ کے ہاں موجود ہے۔ اس نے اپنے وزیرِ اعظم کو معہ تحائف کے اس بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور خط کے ذریعے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہماری لڑکیاں جو تم کو ملی ہیں ان کو ہمارے پاس بھیجدو۔

جب یہ خط اس بادشاہ کو تو اُس نے جواباً تحریر کیا کہ آپ کی بچیاں یہاں بخیریت ہیں اور میرے پاس آپ کی امانت ہیں البتہ میری خواہش ہے کہ آپ شہزادی کی شادی میرے لڑکے سے اور وزیرزادی کی شادی میرے وزیرِ اعظم کے لڑکے سے کرکے مجھے تشکریہ کا موقع دیتے ہوئے اپنی محبت میں اضافہ کریں گے۔ چنانچہ بادشاہ نے یہ بات کچھ غور و فکر کے بعد منظور کر لی۔ لہٰذا دونوں لڑکیاں باعزت و احترام اپنے والدین کے پاس واپس کر دی گئیں۔ اب حسبِ وعدہ تاریخ مقرر ہوئی اور طرفین میں سامانِ شادی ہونے لگا۔ آخر کار وہ وقت بھی آ پہونچا، جب دونوں لڑکیوں کی شادی مذہبی رسوم کے مطابق کر دی گئی۔ دُلہنیں رُخصت ہو کر سسرال چلیں، اتفاقِ وقت کہ اور سامانِ جہیز تو بار کر لیا گیا۔ مگر شادی کا لوٹا جو نہایت قیمتی تھا وہیں رہ گیا اور اس کا اس وقت کی رسم کے لحاظ سے ساتھ جانا نہایت ضروری تھا۔ راستہ میں شام ہو گئی۔ باراتیوں نے رات ہو جانے کی وجہ سے ایک محفوظ جگہ پر قیام کیا۔ اس وقت حسبِ ضرورت لوٹے کی تلاش ہوئی تو لوٹا نہ ملا، معلوم ہوا کہ وہیں چھوٹ گیا ہے۔ وزیر نے ایک خاص سپاہی کو روانہ کیا کہ لوٹا لے آئے۔

جب سپاہی وہاں پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ جہاں محل تھا وہاں اَلّٰہ میدان

ہے۔ نہ تخت ہے نہ تاج۔ نہ بادشاہ نہ فوج، کچھ بھی نہیں، صرف لوٹا میدان میں رکھا ہوا ہے جسکا کوئی نگران بھی نہیں ہے۔ سپاہی نے چاہا کہ لوٹا اٹھا لے لیکن ممکن نہ ہو سکا، اس لئے کہ اس نے جیسے ہی لوٹے کی طرف ہاتھ بڑھایا معاً ایک خطرناک کالے سانپ نے لوٹے کے اندر سے پھن نکالا اور اس کو کاٹنے کے لئے لپکا۔ سپاہی اچھل کر پیچھے ہٹا۔ اس نے بہت کوشش کی کہ لوٹا اٹھا لے مگر ممکن نہ ہوا۔ سانپ ہر مرتبہ سدِّ راہ ہوتا تھا مجبوراً اپنے ملک کی طرف واپس ہوا اور وزیر کے توسّط سے سارا واقعہ بادشاہ کے گوش گذار کیا۔

بادشاہ کو یہ سنکر حیرت ہوئی اور کچھ دیر تک غور و فکر میں ڈوبا رہا، اور پھر لڑکیوں کے پاس گیا اور بولا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں جادوگرنیاں ہو۔ یا بدرُوح ہو جو انسانی شکل اختیار کرکے نئے نئے شعبدے دکھلا رہی ہو۔ اِس وقت تو میں تم دونوں کو قید کرتا ہوں البتہ کل صبح قتل کرادونگا۔ یہ کہکر بادشاہ غیظ و غضب میں بھرا ہوا اپنے خیمے میں واپس آیا اور دونوں دلہنیں خیمہ میں قید کر دی گئیں۔

جب دونوں لڑکیوں نے اپنے کو اس حال میں پایا تو وفورِ رنج سے بیتاب ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے گلے ملکر خوب روئیں اور کہنے لگیں کہ معلوم نہیں کیا ماجرا ہے کہ کل شادی ہوئی، دلہن بنائی گئیں اور آج قیدخانے میں قیدی بنے ہیں اور اب کل ہمارا چراغِ حیات گُل کر دیا جائے گا، خداوندا! معلوم نہیں کہ ہم لوگوں سے کون سا ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جسکی پاداش میں ہمکو یہ سزا مل رہی ہے، میرے معبود تو معاف کردے۔ یہ کہہ کر اتنا روئیں کہ بے ہوش ہوگئیں۔ عالمِ غشی میں دیکھا کہ وہی بی بی جو پہاڑ پر نظر آئی تھیں، نظر آئیں، اور بہ کمالِ شفقت فرمایا، لڑکیو! تم نے پہاڑ پر منّت مانی تھی کہ جب ہم اپنے والدین

سے ملیں گے تو جنابِ سیّدہؑ کی کہانی سنیں گے۔ تم دونوں اپنے ماں باپ سے ملیں مگر کہانی نہ سُنی، اِسی وجہ سے یہ عذاب تم پر نازل ہوا ہے۔ اب بھی غنیمت ہے، اِسی زندان میں کہانی سنو۔ اللہ تعالیٰ جنابِ سیّدہؑ کے طفیل میں تمہاری مشکل کو آسان کر دے گا۔ لڑکیوں نے کہا کہ اس قیدخانے میں درم کہاں ہیں جو ہم "کہانی" کے لئے شیرینی منگائیں اور پھر لائے گا کون؟ معظمہ نے فرمایا گھبراؤ نہیں، تمہارے دوپٹے کے آنچل میں سے دو درم تم کو ملیں گے اور خیمہ کی پشت پر سے ایک آدمی جاتا ہوا نظر آئے گا، بازار قریب ہے، وہ شیرینی لادیگا یہ کہہ کر معظمہ غائب ہوگئیں۔ لڑکیوں کو ہوش آیا، ایک نے دوسرے سے عالمِ غشی کا واقعہ بیان کیا اور پھر شہزادی نے دیکھا کہ اس کے آنچل سے دو درم بھی برآمد ہوئے، دونوں بہت خوش ہوئیں۔ صبح پشتِ خیمہ سے ایک سن رسیدہ آدمی کو جاتے دیکھ کر اُن کو بُلایا اور پھر اپنا مدّعا بیان کیا، چنانچہ انھوں نے دو درم کی شیرینی لاکر ان لڑکیوں کو دے دی، پھر دونوں لڑکیوں نے ایکدوسرے سے اسی قیدخانے میں "کہانی" سُنی۔ اور پھر دعائیں مانگیں۔ اِتنے میں شاہی جلّاد بھی وہاں آن پہونچا۔ اور دونوں لڑکیوں کو قتل گاہ کی طرف لے جانے کے لئے آگے بڑھا کہ دونوں لڑکیوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ پہلے ہم کو بادشاہ کے پاس لے چلو کہ ان سے ہم کو کچھ باتیں کرنی ہیں۔

چنانچہ لڑکیاں بادشاہ کے سامنے پیش کی گئیں، انھوں نے بادشاہ سے مؤدبانہ عرض کیا کہ اس مرتبہ آپ پھر اپنے کسی آدمی کو ہمارے یہاں بھیجکر وہاں کے حالات دریافت کرا لیجئے۔ اگر اب بھی وہی حالات ہیں تو بے شک ہم کو قتل کرا دیجئے۔

بادشاہ نے لڑکیوں کی یہ بات منظور کر لی اور اُسی سپاہی کو جو نہایت

سچا تھا، لڑکیوں کے باپ کے یہاں بھیجا کہ جا کر دریافتِ حال کرے، چنانچہ اس نے وہاں جا کر دیکھا کہ محل شاہی اور تخت و تاج سب بدستور موجود ہے، وہ بیحد حیرت زدہ ہوا اور سارا واقعہ آکر اس نے اپنے بادشاہ سے کہہ سنایا، بادشاہ اسی وقت لڑکیوں کے پاس گیا اور پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ میں بہت زیادہ حیرت میں پڑ گیا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرے اس استعجاب کو دُور کرو۔ لہٰذا بادشاہ کا ایما پاکر لڑکیوں نے اپنی تمام حقیقت پہاڑ پر پہونچنے، اپنے بیہوش ہونے، جنابِ سیدہؑ کی "کہانی" سننے کی منّت ماننے اور اپنے ماں، باپ سے ملنے پر منّت کو فراموش کر دینے اور اس کو پورا نہ کرنے کی ساری داستان مفصّل کہہ سُنائی، اور پھر کہا کہ اب جبکہ ہم نے وہ "کہانی" سُن لی تو وہ عتابِ الٰہی جو ہم پر نازل ہوا تھا اب ختم ہو گیا ہے اور ہم مطمئن ہو گئے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے یقین کر لیا اور اُسی وقت لڑکیوں کو رہا کر کے ان کی عزّت و احترام کو اُسی طرح بحال کرتے ہوئے ہنسی خوشی اپنے وطن کی راہ لی۔ یہ "کہانی" سُنارن سے کہہ کر وہ مُعظّمہ روپوش ہو گئیں سُنارن اپنے گھر واپس آئی

جس طرح سُنارن کی مراد خداوندِ عالم نے بطفیل جنابِ سیدہؑ کی پوری کی اسی طرح ربّ العالمین، محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقے میں جملہ سُننے والوں کی دلی مرادیں بر لائے۔ آمین ثم آمین۔

"کہانی" ختم ہو گئی۔ اب آپ کو صرف یہ بتانا باقی رہ گیا کہ کہانی ختم ہونے کے بعد اور شیرینی تقسیم ہونے سے پہلے زیارت جنابِ سیدۂ عالمؑ کا پڑھنا ضروری ہے۔

معجزۂ حضرت امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابیطالب

تیسرا معجزہ

مشہور ہے کہ کسی شہر میں ایک غریب اور کثیر العیال لکڑہارا رہتا تھا، ہر روز جنگل جاتا، لکڑیاں کاٹتا اور شہر میں لاکر فروخت کرتا اور بچّوں کا پیٹ پالتا۔ ایک روز لکڑیاں نہیں فروخت ہوئیں، رات ہو گئی خیال کیا کہ خالی ہاتھ کیا گھر جاؤں، بچّے بھوک سے بے قرار ہوں گے اُن کی بے چینی دیکھ کر اور صدمہ ہوگا، بہتر ہے کہ رات اِسی جگہ بسر کروں صبح کو لکڑیاں فروخت کر کے گھر جاؤں، اس کا بیان ہے کہ میں وہیں رہ گیا۔ نصف شب کو ایک سوار منھ پر نقاب ڈالے قبلہ کی طرف سے نمودار ہوا۔ اور میری حالت دریافت کی اور مجھ پر شفقت فرما کر پانچ پیسے عطا کیے اور فرمایا، ان پیسوں سے شیرینی خرید کر مولائے کونینؑ، مشکلکشائے دارینؑ کا فاتحہ (نذر) دے۔ خداوند رحیم و کریم اُسکی برکت سے تیرا افلاس دُور کر دے گا۔

لکڑہارے نے وہ پیسے خوش ہو کر رکھ لئے۔ اُسی وقت اُس پر غنودگی طاری ہوئی۔ پھر آنکھ کھُلی تو کیا دیکھا کہ اپنے گھر میں کھڑا ہے اور لکڑیوں کا گٹھا صحن میں پڑا ہے۔ اُس نے اپنی زوجہ کو بیدار کیا اور شب کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ امیرالمومنینؑ مولائے مشکلکشاؑ کے نام کی فاتحہ دِلوانے کا اِنتظام کرو پھر دونوں میاں بیوی نے نہا دھو کر فاتحہ کے لئے شیرینی مہیا کی اور حضرت امیرالمومنینؑ کی نذر دے کر خود بھی کھایا اور بچّوں کو بھی کھِلایا۔ اس روز اس کی لکڑیوں کا گٹھا دونی قیمت پر فروخت ہوا۔

دوسرے روز لکڑہارا اپنی عادت کے مطابق لکڑیاں کاٹنے جنگل گیا

اور ایک خشک درخت دیکھا "بسم اللہ" کہہ کر کلہاڑی کا ایک ہاتھ مارا تو وہ شکستہ ہوگیا دوسری ضرب "یا علیؑ" کہہ کر ماری تو وہ درخت جڑ سمیت گر پڑا تو اس کی جڑ میں سے ایک خزانہ ظاہر ہوا۔ لکڑہارا اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور سجدۂ شکر بجا لایا پھر اُس میں سے چند اشرفیاں لے کر بازار گیا اور کھانے پینے کی چیزیں لے کر گھر گیا دوسرے روز گھر والوں کو لے کر اُس درخت کے پاس آیا اور اسی جنگل کو خرید کر وہاں ایک خوبصورت اور عالیشان محل بنوایا اور جابجا مسافر خانے اور آبدار خانے تعمیر کرائے اور لنگر خانے جاری کئے اور بہت سے ملازموں کو اُنکی دیکھ بھال پر مقرر کیا۔

ایک دن اُس شہر کا حاکم بغرضِ شکار اس جنگل کی طرف آنکلا' پیاس سے بیقرار ہوکر خدمت گاروں کو پانی لانے کا حکم دیا۔ خدمت گار پانی کی تلاش میں ہر طرف پھیل گئے۔ اِتفاقاً ایک ملازم کا گزر اُس لکڑہارے کے محل کی طرف ہوا۔ حاکم کے ملازم نے وہاں کے آدمیوں سے پانی طلب کیا' انھوں نے ایک صراحی اور ایک پیالہ اس کے حوالے کیا۔ وہ لے کر حاکم کے پاس آیا۔ اس نے پانی پیا مگر انتہائی تعجب سے صراحی' اور پیالے کو دیکھا' پھر اپنے ملازم سے دریافت کیا کہ اِس جنگل میں یہ نفیس صراحی اور یہ خوشگوار پانی کہاں سے دستیاب ہوا۔ ملازم نے عرض کی حضور! ایک سال کا عرصہ ہوا کہ ایک لکڑہارے نے اِس جنگل میں شہر بسایا ہے۔ اپنا محل بنوایا اور پھر جابجا مسافر خانے اور آبدار خانے بنوا دیئے ہیں اور مسافروں' غریبوں' محتاجوں اور حاجتمندوں کو مالا مال کر دیا ہے۔ یہ پانی' صراحی اور پیالہ اُسی کے یہاں سے لایا ہوں۔ حاکم کو بہت حیرت ہوئی اور کہا ہم نے تو اس جنگل میں کبھی کسی بستی کا کوئی نشان تک نہ دیکھا تھا۔ اس حاکم نے حکم دیا کہ لکڑہارے کو مع اہل و عیال حاضر کرو۔ اُس کے ہمراہیوں نے حاکم کو سمجھایا کہ ایسے نیک اور صالح آدمی کو یوں طلب کرنا مناسب نہیں۔ غرض وہ حاکم اپنی دولت سرا کو واپس آیا اور تمام واردات

اپنی بیگم سے بیان کی۔ بیگم نے بھی لکڑہارے اور اُس کی زوجہ کو بلوانے کی خواہش ظاہر کی۔ حاکم نے دونوں کو طلب کیا۔ لکڑہارے نے حاکم اور اُس کی بیگم کو اشرفیاں نذر کیں۔ حاکم نے ان دونوں کو اپنے ساتھ رہنے کی خواہش کی اور وہ اُسی کے پاس خوش خوش رہنے لگے۔

ایک روز بیگم نے حمّام جاتے وقت اپنا "نو لکھا ہار" اپنے گلے سے اتار کر کھونٹی پر لٹکا دیا اور لکڑہارے کی زوجہ کو حفاظت کی تاکید کی۔ خدا کی شان وہ کھونٹی ہار نگل گئی اور وہ حیرت سے دیکھتی رہی' حاکم کی بیگم نے حمّام سے فارغ ہوکر ہار کو نہ پایا تو اُس سے دریافت کیا' اُس نے جو دیکھا تھا کہدیا۔ حاکم کی بیگم کو یقین نہ آیا' اپنے شوہر سے شکایت کی۔ اس نے لکڑہارے اور اسکی زوجہ دونوں کو قید کر دیا۔ اور اسی حال میں دونوں ایک سال تک رہے۔

ایک رات پھر وہی سوار خواب میں آیا اور پوچھا کہ "اے لکڑہارے کیا تو امیر المومنین حضرت علی علیہ السّلام کی نیاز کراتا تھا؟" — "دونوں نے عرض کی نہیں"۔ سوار نے فرمایا۔ یہی سبب ہے کہ تم اِس بلا میں گرفتار ہوئے ہو — اب فاتحہ دِلوا دو۔" لکڑہارے نے عرض کی' ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں — فرمایا تیرے بستر کے نیچے ہیں' لکڑہارا خواب سے چونک پڑا' اور پیسے اٹھالئے' دونوں کے ہاتھوں اور پیروں کی زنجیریں بھی کھلی ہوئی تھیں۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ ایک ضعیفہ جا رہی ہے' ان دونوں نے اس سے اِلتجا کی کہ امیر المومنین حضرت مشکل کشاؑ کی نذر کے لئے شیرینی لادے۔ اُس بڑھیا نے کہا: آج میرے بیٹے کی شادی ہے مجھے بہت سے کام ہیں میں نہیں لا سکتی۔

اِتفاقاً ایک دوسری ضعیفہ کا گزر ہوا جس کا جوان فرزند مر گیا تھا' وہ روتی ہوئی جا رہی تھی۔ ان دونوں (لکڑہارے اور اس کی زوجہ) نے اس سے شیرینی

خرید کرلا دینے کی خواہش ظاہر کی۔ بڑھیا نے امیر المومنینؑ کا نام سنتے ہی رضامندی کا اظہار کیا، اور بلا کسی حیلہ و عذر شیرینی لاکر بازار سے دیدی لکڑہارے نے حضرت مشکل کشاؑ کی نذر کی، خود بھی کھایا اور بڑھیا کو بھی کھلایا۔ وہ ضعیفہ جب اپنے گھر واپس آئی تو اپنے بیٹے کو زندہ پایا، اور وہ ضعیفہ جب اپنے گھر واپس گئی جس کے بیٹے کی شادی تھی اور اس نے برائے نذر امیر المومنین شیرینی خرید کر بازار سے لانے کے لئے انکار کر دیا تھا تو اسکا فرزند یک بیک مر گیا۔ یہ خبر مشہور ہوئی تو اس بڑھیا نے جسکا بیٹا یک بیک مر گیا تھا اس بڑھیا سے جسکا مرا ہوا بیٹا زندہ ہو گیا تھا اس سے مرے ہوئے بیٹے کے زندہ ہونے کا سبب پوچھا، اس نے کہا اور کوئی سبب تو مجھے معلوم نہیں، البتہ ایک قیدی کی خواہش پر ہولائے کونین حضرت مشکلکشاؑ کی نذر کا سامان بازار سے لاکر دیا تھا اور جب نذر کا سامان مجبور قیدی کو دیکر واپس گھر آئی تو میں نے اپنے لڑکے کو زندہ پایا۔ یہ سنکر وہ بڑھیا اپنے دل میں نادم ہوئی اور توبہ کر کے صدقِ دل سے نیت کی کہ اگر میرا بیٹا بھی زندہ ہو جائے تو میں بھی فاتحہ دلاؤں گی۔ خدا نے اپنی رحمت سے اسکو زندہ کیا اور ادھر اس کھونٹی نے بھی ہار اگلنا شروع کیا یہ حال دیکھ کر حاکم کی بیگم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا واقعہ حاکم کو سنایا تب اسکو بھی یقین آگیا اور کہا کہ لکڑہارا اور اس کی زوجہ کو میں نے بے قصور قید کر دیا تھا لہٰذا اس نے فوراً اسیوقت لکڑہارے اور اسکی زوجہ کی رہائی کا حکم دیا۔ رہائی پاکر دونوں حاکم کے سامنے حاضر ہوئے تو اُن سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیا کام کیا کہ ایسی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ دونوں نے عرض کی کہ ہم ہر پنجشنبہ (جمعرات) کو حضرت امیر المومنینؑ کا فاتحہ (نذر) دلایا کرتے تھے غفلت کے سبب سے کئی جمعرات کو نذر نہ دلا سکے تھے جسکے نتیجہ میں اس بلا میں مبتلا ہوئے۔ اب جبکہ اس نذر کو کیا ہے اسکی برکت سے خداوندِ کریم نے ہم دونوں کو قید سے نجات دی ؛

لہٰذا جو شخص ہر پنجشنبہ (جمعرات) کو نذرِ مشکلکشاؑ دلاتا رہے گا، وہ تمام آفاتِ ارضی و سماوی سے محفوظ رہے گا، اور اس کی عمر و رزق میں اضافہ ہوگا۔ اُسکے دشمن اور بدخواہ ہمیشہ مقہور رہیں گے ؛ انشاء اللہ تعالیٰ ؛

ترکیبِ نذر

اوّل و آخر تین بار درود۔ سات مرتبہ سورۂ الحمد، اور سات مرتبہ سورۂ قُل ھُوَ اللہُ اَحَد پڑھے۔ اور یہ کہے اِن سورتوں کے پڑھنے کا جو ثواب حاصل ہوا ہو۔ میں اس ثواب کو مشکلکشائے کونین حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو ہدیہ کرتا ہوں۔

معجزہ حضرت امام حسین علیہ السلام

چوتھا معجزہ

۱۳۰۲ھ ہجری کے آخر کا ذکر ہے کہ ہندوستان میں سنّیوں کی ایک ریاست جاؤرہ کے نام سے تھی، لیکن یہاں جو کچھ ہوتا تھا وہ شیعہ ریاست میں بھی نہیں تھا۔ گھر گھر بارہ۱۲ اماموں کی کونڈوں پر نیاز دلوائی جاتی۔ اگر ایامِ عشرہ (ماہِ محرم الحرام) میں کسی گھر سے دھواں نکلتا تو لوگ اس گھر والوں کو بُرا بھلا کہتے۔ نویں اور دسویں محرم کو نواب صاحب کی طرف سے شہر میں، گھر گھر کھچڑا تقسیم کیا جاتا۔ عاشورۂ محرم کو سرکاری امامباڑہ سے نواب صاحب کا ایک اَبرق کا بنا ہُوا "تعزیہ" نکالا جاتا۔ کہتے ہیں اُس وقت اِس "تعزیہ" پر پچّاس ہزار روپے سے اُوپر خرچ آتا تھا۔ پھر تمام شہر کے تعزیے کوتوالی کے نیچے جمع ہوتے۔ ان میں ایک تعزیہ "بتاشوں" کا اور ایک میواتیوں کا تعزیہ تھا

کوتوالی کے نیچے سارے تعزیے اکٹھا ہوتے۔ اور چھوٹی باؤلی کے تعزیے کے اِنتظار میں سب لوگ کھڑے رہتے۔ یہ تعزیہ بڑے طمطراق سے آتا اور ہمیشہ آڑا، ترچھا رہتا۔

جب چھوٹی باؤلی کا تعزیہ آتا تو اس کے پیچھے سرکاری تعزیہ ہوتا اور سرکاری تعزیہ کے پیچھے سارے شہر کے تعزیے ہوتے۔ چھوٹی باؤلی کا تعزیہ نواب صاحب کے چچا داد مقیم خاں مرحوم کا تعزیہ تھا چونکہ داد مقیم خاں، نواب صاحب کے چچا تھے اور اپنے تعزیہ ہی کی طرح آڑے ترچھے اور اکڑ دھکڑ کے آدمی تھے۔ لہٰذا اِن کے تعزیے کو سبقت دیجاتی تھی۔ اس کی ایک وجہ اور بھی تھی، ایک مرتبہ جب نواب اِفتخار علیخاں کے والد نواب اِسمٰعیل خاں زندہ تھے ایک سال ہندؤں کا تہوار "جنم اَسٹمی" اور مسلمانوں کے محرّم کا روزِ عاشورہ ایک ہی دن پڑا۔ ایک طرف سے داد مقیم خاں کا تعزیہ یعنی چھوٹی باؤلی کا تعزیہ آگے بڑھا اور دوسری طرف سے ہندؤں کی مُورتی۔ اَب ہندؤں اور مسلمانوں میں ٹھن گئی۔ ہندو چاہتے تھے کہ پہلے ہمارا جلوس گذرے اور مسلمان چاہتے تھے کہ پہلے ہمارا جلوس گذرے۔ جب نواب اِسمٰعیل خاں کو معلوم ہوا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر جائے واردات پر پہونچے تو اُنھوں نے ہندؤں سے کہا کہ تم "مُورتی" آگے بڑھاؤ اور مسلمانوں کے تعزیے آگے بڑھنے سے روک دیا جب داد مقیم خاں کو یہ خبر ملی تو انھوں نے مسلمانوں سے کہا کہ فوراً ٹھنڈے کر دو اس کا عذاب نواب صاحب کے سر ہوگا۔

چنانچہ کہتے ہیں کہ اس رات نواب صاحب ایک لمحہ کے لئے بھی نہ سو سکے۔ وہ جب پلنگ پر لیٹتے، پلنگ اُلٹ جاتا اور ماتم کی آواز دُور سے اِن کے کانوں میں آتی تھی۔ نواب صاحب نے رات بڑی مصیبتوں سے کاٹی صبح ہوتے ہی کچھ لوگ

دو منزلہ قنات میں رہتے تھے نواب صاحب کے پاس آئے اور بتایا کہ گذشتہ رات دو تین میل کے فاصلے سے دیکھا کہ ایک جلوس اترتا ہوا گزر رہا ہے اور جلوس میں مشعلیں بے شمار جل رہی ہیں اور ساتھ ہی کچھ گھوڑ سوار بھی ہیں۔

جب ہم لوگ علی الصبح اس مقام پر پہنچے تو گھوڑوں کے سموں کے تازہ نشانات دیکھے کچھ جلی ہوئی لکڑیاں دیکھیں اور ایک نیا چشمہ پانی کا آباد دیکھا (صلوٰۃ) چنانچہ یہ تمام واقعہ سن کر نواب صاحب اسی وقت ان آدمیوں کے ساتھ اس جگہ پہونچے اور وہ تمام چیزیں بشمول چشمہ خود دیکھیں اور بہت زیادہ متاثر ہوئے پھر حکم دیا کہ فوراً اس جگہ کا احاطہ کھینچ دو۔ کچھ دنوں کے بعد اس جگہ ایک بہت شاندار عمارت تعمیر کرائی جس کا نام چھالے اور اس جگہ کا نام حسین ٹیکری رکھا۔ نواب صاحب نے دو تعزیوں سے معافی مانگی اور تعزیے ٹھنڈے کروائے۔ اس کے بعد پھر نواب صاحب اور ان کے ولی عہد کو اہلبیت اطہار سے بڑی عقیدت ہو گئی یہاں تک کہ نواب صاحب کا مزار بھی حسین ٹیکری میں بنایا گیا۔

حسین ٹیکری کے بارے میں بہت سی باتیں مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آسمان سے حسین ٹیکری کے مزارات پر روشنی اترتی ہے اور ان مزارات کا طواف کرتی ہوئی گزر جاتی ہے۔ بہت سے لوگوں نے شہداء کرام کی زیارت بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں جو مراد مانگی جاتی ہے وہ ضرور پوری ہوتی ہے۔

حسین ٹیکری پر ہر شب جمعہ کو زیارات کے لئے لوگ جمع ہوا کرتے ہیں اور عموماً شب جمعہ ہی کو زیارات ہوتی ہیں۔ چھوٹے سرکار کے روضہ پر بعد مغرب کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ چھوٹے سرکار سے بڑے سرکار کا روضہ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ نواب حسین صاحب مجتہد مرحوم ایک بار شب جمعہ کو

زیارت کو گئے۔ عشاء کے بعد چھوٹے سرکار کے روضہ کی جانب جنگل میں درختوں سے کچھ روشنی نمودار ہوئی۔ اس کو دیکھتے ہی زائرین نے درود پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ لوگ بلند آواز سے نوحہ پڑھنے لگے۔ اور ماتم کرنے لگے۔ عجیب روح پرور کیفیت تھی جو ماحول پر طاری تھی۔ نواب حسین مرحوم کہنے لگے کہ جنگل کی دوسری طرف جو گاؤں ہے اس کے لوگ کچھ جلا رہے ہیں جس کی وجہ سے روشنی ہو گئی۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ روشنی تیز اور بلند ہونی شروع ہو گئی (صلوٰۃ) بس تاریکی میں روشنی کا ایک بادل تھا جو دور درختوں پر بلند ہو رہا تھا خاصی بلندی پر پہونچ کر اس پر نور بادل کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر مزید ایک ٹکڑے کے دو ٹکڑے ہوئے اس کے بعد پھر تینوں نور پارے فضا میں اور بلند ہو گئے۔ پھر بڑے نور پارے سے دو چھوٹے نور پارے الگ ہو کر جگمگانے لگے۔ اور پانچ نور آدھے پاؤن گھنٹہ تک چھوٹے سرکار کے روضہ پر فضا میں معلق رہے پھر اچانک غائب ہو گئے۔

پانچواں معجزہ

افریقہ کے ایک بہت بڑے سیٹھ کی دونوں ٹانگیں گھٹنوں تک آگ میں جل کر سیاہ ہو گئی تھیں چربی نکل آئی تھی اور زخم لاعلاج ہو گئے تھے۔ اصل واقعہ یہ تھا کہ افریقہ میں ایک جادوگر جس کو دیوتا کا ڈاکٹر کہا جاتا تھا آگ پر چلا کرتا تھا اور جو شخص اس کا دامن پکڑ لیتا اس کو آگ نقصان نہیں پہنچاتی تھی۔

ایسے ہی ایک مظاہرے میں سیٹھ موصوف نے بھی اس کا دامن تھام کر آگ میں قدم رکھ دیا۔ چاروں طرف شعلے بلند تھے مگر ان میں ٹھنڈک تھی۔ یہ ٹھنڈک محسوس کرتے ہوئے سیٹھ نے سوچا کہ یہ آگ مصنوعی ہے اور ڈاکٹر کا دامن تھامنا تھامنا برابر ہے چنانچہ اس نے ڈاکٹر کا دامن چھوڑ دیا۔ بس اسی لمحہ اس کے کپڑوں کو آگ لگ گئی۔ اور ٹانگیں فوراً سوختہ ہو گئیں۔ سیٹھ اپنے علاج کے لئے نیروبی ہسپتال

گیا۔ لیکن کئی ماہ کے علاج کے باوجود کوئی آرام نہ ہوا۔ پھر وہاں سے لندن پہونچا۔ وہاں ڈاکٹروں نے ٹانگیں کاٹنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن سیٹھ نے ٹانگیں کٹوانے سے انکار کر دیا۔ اور واپس اپنے وطن بمبئی آ گیا۔ بمبئی میں کچھ لوگوں نے اس کو حسین ٹیکری جاورہ ریاست جانے کا مشورہ دیا۔

۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے کہ سیٹھ کے ملازم اس کو اسٹریچر پر اٹھا کر چھوٹے حضرت یعنی حضرت عباسؑ کے روضہ پر لے گئے۔ وہاں روزانہ باؤلی نما کنواں جسے جھالرا کہتے ہیں۔ روضہ کے احاطہ کے فوراً بعد سیڑھیاں اترتی تھیں۔ اس کے پانی سے سیٹھ کے پاؤں کے زخم دھوئے جاتے تھے۔ پھر روضہ کا طواف کرا کر اس کے اسٹریچر کو روضہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر لے جاتے تھے۔ وہاں عودی کی راکھ اس کے زخموں پر چھڑکتے تھے۔ پھر صحن میں اس کا اسٹریچر شام تک رکھا رہتا تھا۔ یہ سلسلہ کئی مہینے تک رہا۔ انھیں دنوں دھیرے دھیرے اسکے زخم مندمل ہونے لگے یہاں تک کہ وہ سیٹھ اس قابل ہو گیا کہ خود اپنے پیروں سے آہستہ آہستہ چل کر جھالرا تک پہونچتا اور اپنے زخموں کو دھوتا اور اپنے پاؤں سے واپس آتا۔ بالآخر ایک دن وہ سیٹھ جو دنیا بھر کے معالجوں سے مایوس ہو کر در امام مظلوم حضرت امام حسین علیہ السلام پر آ گیا تھا پوری طرح صحت یاب ہو کر اپنے وطن خوش خوش روانہ ہو گیا۔

بے اولاد خواتین خالی پالنے منت کے طور پر چڑھاتی ہیں اور وہ اولاد کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاتی ہیں۔ حسین ٹیکری کی پُرنور عمارتیں کربلائے معلّٰی کے روضوں سے مشابہ ہیں۔ جھالرے کا پانی صاف و ستھرا ہونے کے ساتھ ساتھ بہت شیریں اور شفایاب ہے۔

داؤد حبیب کے خاندان کی ایک بچی لاعلاج ہو چکی تھی وہ اُسے بمبئی سے

حسین ٹیکری لائے اور اسے یہاں کچھ دن رکھا۔ روزانہ جھالرے کے پانی سے اس بچی کو غسل کراتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ بچی بالکل درست ہو گئی۔ داؤد حبیب نے بچی کی شفایابی پر بڑے پیمانے پر یہیں نیاز دلوائی اور جاورہ کے سارے شہریوں کی دعوت کی۔ پھر ایک سرائے تعمیر کرائی اور زائرین کے آرام و سہولت کے سامان مہیا کئے۔ کہا جاتا ہے کہ کوئی زائر جو یہاں ٹھہرتا ہے کوئی معمولی سی چیز نہیں چراتا۔ اگر کسی نے چرانے کی کوشش بھی کی تو وہ ایسی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس کو واپس کرنا پڑتا ہے۔

چھٹا معجزہ

ریاست گوالیار میں سرکاری تعزیہ کے اٹھنے کا اعلان ۹ محرم ہی کو ہو جاتا ہے کہ کل فلاں وقت سرکاری تعزیہ امام بارگاہ سے اٹھے گا۔ چنانچہ اس کے مطابق ۱۰ محرم کو تعزیہ اٹھنے کی توپ چھٹی اور تعزیہ معہ بینڈ باجا پلٹن رسالے کے ساتھ چلا۔

ایک نہایت ضعیف العمر کشمیری پنڈت بھی اپنے گھر سے جلوس تعزیہ دیکھنے پیدل چل پڑا۔ ایک تو اُن کی عمر تقریباً نوے سال تھی دوسرے پیدل چلنا۔ اپنے مکان سے ایک میل کے فاصلہ پر اتوار بازار کے نکڑ پر جا کر اُن کو جلوس دیکھنا تھا کیونکہ کمزوری میں ہر انسان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دل میں ایک گھبراہٹ سی تھی کہ میں وقت پر پہونچ بھی سکوں گا یا نہیں۔

اُن کے پیچھے اُن کی بیوی بھی پیدل چل رہی تھی۔ بیوی بھی کمزور اور ضعیف تھی۔ پیدل چلنے کی طاقت تھی مگر نہ جانے کون سی طاقت اپنی طرف کھینچے لئے جا رہی۔ میاں کی رفتار بیوی سے کچھ زیادہ تھی اس لئے بیوی ان سے ڈیڑھ سو قدم پیچھے رہ گئی۔ بڑے زور سے پکار میاں کو کیوں مجھے پیچھے چھوڑے جا رہے ہو۔ ذرا دیر رک جاؤ میں بھی ساتھ ہو لوں۔ میاں نے بے مروّتی سے

جواب دیا کہ میں نہیں رُک سکتا، توپ چھُٹ چکی ہے۔ اگر میں تمہارا انتظار کرونگا تو تعزیہ نکل جائے گا، میری موت کے دن قریب ہیں، کیا جانے آئندہ سال تک جیتا رہوں یا نہ رہوں، آج اگر تعزیہ نکل گیا تو تمہاری وجہ سے میں درشن (زیارت) سے محروم رہ جاؤں گا۔ یہ کہتا ہوا اور تیز چلنے لگا۔ اور پنڈتانی اسی طرح رینگتی رہی۔ بیچ میں ایک پل آیا جس کے دونوں طرف لال کی منڈیروں کے بجائے تین تین انچ موٹے موٹے لوہے کے پائپ لگے تھے۔ اس پل کو عبور کرنے کے لئے کونے پر چلی جارہی تھی، کہ کمہاروں کے خچروں کا غول پتھروں سے لدا پھندا نکل پڑا آج راستہ میں جیتا مخلوق تھی جو بھاگی چلی جارہی تھی۔ اسی ہنگام میں نہ جانے کس کا دھکا لگا، ایک خچر سے پتھروں سے بھرا ہوا پلان نیچے گرا جس میں بھاری پتھر تھے اس کا ایک پتھر پنڈتانی کے پیر کے پنجے پر آپڑا اور پیر کا کچلا بن گیا۔ پنڈتانی تڑپ گئی اور چیخ مار کر گر پڑی۔ جو لوگ ارد گرد چل رہے تھے وہ دوڑ پڑے اور اس کے پٹی بھاگ دوڑ کر باندھی۔ یہ حادثہ دور سے پنڈت جی نے بھی دیکھا مگر چلنے میں کمی نہ کی۔ بادن کچہری کے پھاٹک پر جا کر دم لیا۔ اسی اثناء ان کے پڑوسی بھی ان کے پاس آکھڑے ہوئے۔ اور پنڈت جی سے بولے کہ تمہاری بیوی کے پیر پر ایک بھاری پتھر گر جانے سے شدید چوٹ آگئی ہے۔ ہم نے تم کو بڑی آوازیں دیں مگر تم نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ ہم نے پٹی باندھ کر وہیں رحمٰن غلّہ فروش کی دوکان پر بٹھا دیا ہے یہ تو ہماری ہمدردی اور انسانی فرض تھا۔ لیکن تمہاری اس سنگدلی اور بے مروتی پر بڑا تعجب ہے۔ پنڈت جی نے جواب میں کہا "آپ لوگوں نے جو ہمدردی کی میں اس کا شکر گزار ہوں، میری بیوی اپنے پرانوں سے زیادہ پیاری ہے، مگر مجھے اس وقت یہ خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو میں پچھڑ جاؤں اور تعزیہ نہ دیکھ سکوں۔ بیوی مرتی ہے تو مر جائے کیونکہ بیوی میری قسمت تھوڑی بنائے گی، یہ قسمت ہماری پنجی، اور

اور کل جو بات ہی حضرت امام حسینؑ اور ان کے نانا رسول اللہؐ کے ہاتھ ہے۔

پنڈتانی کی یہ حالت تھی کہ پاؤں کے پنجے کی تمام انگلیاں پچک چکی تھیں سخت ترین درد تھا۔ مگر پنڈتانی اس کے باوجود ایک کرایہ کا تانگہ کرا! تانگہ والے نے دریافت کیا کہ کون سے ہسپتال لے چلوں؟ پنڈتانی نے جواب دیا جلدی کرو۔ جنتا سا گنج والے امام باڑہ چوک پر لے چل کیونکہ راستے بند ہوگئے ہیں۔ تانگہ والا چوک پر لے آیا اور تعزیہ کے درشن (زیارت) کرا دیئے۔

تعزیے گذرنے کے بعد پنڈت جی کی نگاہ اتفاق سے پنڈتانی پر پڑ گئی دوڑ کر قریب پہونچے اور پنڈتانی سے کیفیت معلوم کرکے بیحد متاثر ہوئے۔ ہمدردی کا اظہار کیا۔ بیوی بولی "تقدیر میں آج کا دن چوٹ لگنا تھا لگ گئی۔ خون بہت نکل گیا مگر کیا ہوا جو خون نکل گیا" میں کیا اور میرا ناچیز خون کیا؟ ان کی حالت پر تو ذرا غور کرو جو کئی کئی دن کے بھوکے پیاسے تھے۔ ظالموں نے ان کے بچے بچے کو مہمان بلا کر دغا کیا، اور کربلا کی گرم زمین پر شہید کردیا۔ لہذا حسینؑ کے "تعزیے" کے درشن ہوگئے تو میں نے سب کچھ پالیا۔

ریاست گوالیار کے چیف میڈیکل آفیسر ڈاکٹر دواگلے صاحب ان پنڈت جی کے قریبی رشتہ دار تھے چنانچہ پنڈت جی اپنی بیوی کو لے کر میموریل میڈیکل ہسپتال پہونچے، ڈاکٹر صاحب نے خود معائنہ کیا اور اپنے ماتحت جیسوال سرجن کی رائے پوچھی، سب نے یہ کہا کہ اگر ٹانگ کاٹ دی جائے تو ممکن ہے زندگی بچ سکے۔ پنڈتانی نے جب سُنا تو وہ قطعی رضامند نہ ہوئیں اور بغیر علاج کے گھر آگئیں اور پنڈت جی سے کہا "بندوبست کردو ابھی سے تعزیہ کا عود دان یعنی لوبان وغیرہ جو سلگانے کے بعد جو راکھ ہو جاتی ہے وہ لا دو، میں اسے چاٹوں گی۔ امام حسینؑ خود زخم اور ٹوٹی ہوئی ہڈی سب درست کر دیں گے" دیکھنا تم بھی یہ ڈاکٹر کیا کریں گے۔

بھلا اس بڑھاپے میں ٹانگ کٹوا دوں اور لنگڑی ہوں۔ چنانچہ پنڈت جی خاصگی والی گلی میں نو سرا از نگر یز کے گھر میں ایک تعزیہ رکھا جاتا تھا اس کے یہاں سے بہت سی عودی لے آئے۔ پنڈتانی نے بڑے خوش اعتقادی سے اُسے رَتی رَتی روز کھانے لگی۔ غرضکہ بغیر اور کسی دوا کے تھوڑے دنوں میں اس کی ساری ہڈیاں خود بخود جُڑ گئیں اور ساری تکلیف دُور ہو گئی۔ (صلواۃ)

کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر دواخانے کی ایک تقریب میں پنڈتانی سے ملاقات ہو گئی۔ ڈاکٹر نے پوچھا کہاں علاج کرایا؟ بالکل درست ہو گئیں؟ پنڈتانی نے ساری کیفیت بیان کر دی۔ اس پر ڈاکٹر صاحب بولے، واقعی یہ ڈاکٹری واکٹری کچھ نہیں ہے۔ پرماتما جو چاہے سو کر دے۔

معجزہ حضرت امام جعفر صادقؑ

ساتواں معجزہ

کسی شہر میں ایک لکڑہارا نہایت مفلس اور نادار رہتا تھا وہ مصیبت زدہ ہر روز جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور فروخت کر کے بمشکل اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ افلاس سے تنگ آکر ایک دن اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ پرائے روزگار باہر جاتا ہوں عجب نہیں کہ پروردگار عالم رحم فرمائے اور ہماری مصیبت دُور ہو۔ یہ کہہ کر لکڑہارا تلاش معاش میں گھر سے نکل کھڑا ہوا اور ایک دوسرے شہر جا پہنچا۔ مگر وہاں بھی تقدیر نے ساتھ نہ دیا۔ اور وہاں بھی یہی کام کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اور یہ سلسلہ بارہ برس تک رہا لیکن فکر و پریشانی اور مفلسی نے ساتھ نہ چھوڑا۔ اس لئے نہ تو

وہ اپنے بال بچوں کو کچھ بھیج سکا۔ نہ انکی خبر لی۔

لکڑہارے کی بیوی نے خاوند کے چلے جانے کے بعد کچھ دنوں تو کسی نہ کسی طرح گذارہ کیا مگر جب فاقوں کی نوبت آگئی تو مجبور ہو کر اس بے چاری نے وزیر کے محل میں جاروب کشی کی نوکری کر لی۔ اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے لگی۔ ایک شب لکڑہارن نے خواب میں دیکھا کہ میں وزیر کے محل میں جھاڑو دے رہی ہوں کہ اتنے میں مولائے کائنات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام معہ چند اصحاب صحن خانہ میں تشریف لائے، پھر اپنے اصحاب کی متوجہ ہو کر فرمایا! کہ معلوم ہے آج کون سی تاریخ اور کون سا مہینہ ہے؟ اصحاب نے نہایت ادب سے عرض کیا، مولا! آج ۲۲ رجب المرجب ہے۔ تب حضرت نے اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا! اگر کوئی کسی مشکل میں گھرا ہو یا وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہو۔ بصدق دل سوا سیر میدہ کی پوریاں (اگر مقدرت ہو تو شیریں پوریاں) پکا کر کونڈوں میں رکھ کر ہمارے نام کی نذر (نیاز) ۲۲ رجب المرجب بوقت نماز صبح دلوا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے واسطے سے اپنی حاجت طلب کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مراد ضرور پوری ہو گی۔ اتنے میں لکڑہارن کی آنکھ کھل گئی۔ پھر اُسی وقت اُس نے بصدق دل نذر دینے کی نیت کی اور حسب الارشاد امام عالیمقام نذر پیش کی۔

اب ذرا ادھر لکڑہارے کا حال سنیئے!!

یہاں تو ۲۲ رجب المرجب بوقت صبح یہ لکڑہارن نذر دلا رہی تھی اور وہاں لکڑہارا درخت پر چڑھا ہوا لکڑی کاٹ رہا تھا کہ اچانک اس کے ہاتھ سے کلہاڑی چھوٹ کر زمین پر گر گئی۔ اس نے درخت سے اتر کر کلہاڑی اٹھانے لگا تو اسے زمین میں کوئی شئے دفن ہونے کا شُبہ ہوا۔ تو اس نے اس جگہ کو کھودا تو بہت بڑا خزانہ دکھائی دیا۔ تھوڑا مال لے کر اس وقت تو بند کر دیا۔ مگر تھوڑا تھوڑا کر کے کچھ

عرصہ میں دفینہ کا ایک حصّہ نکال لایا، اور پھر سامانِ سفر تیار کر کے بڑے کرّ و فر کے ساتھ عازمِ وطن ہوا۔

گھر پہونچکر اپنے اور بال بچوں کے لئے ایک عالیشان مکان بنوایا، بیوی بچوں کے آرام و آسائش کے سامان مہیّا کئے۔ اور زندگی نہایت آسودگی سے بسر کرنے لگا۔ ایک روز لکڑہارن نے اپنے خاوند سے نذرِ امام کی ساری سرگزشت بیان کی۔ جب اس نے مہینہ اور تاریخ بتایا تو وہی مہینہ اور وہی تاریخ تھی جب لکڑہارے کو دفینہ ملا تھا۔ چنانچہ یہ سُن کر لکڑہارا بڑا متاثر ہوا اور صدقِ دل سے ایمان لایا۔ اور یہ نذر تاریخ مقرّرہ پر برابر دلاتا رہا۔

ایک دفعہ وزیر کی بیوی اپنے بالاخانہ پر چڑھی اس کو کچھ دُور پر ایک عالیشان مکان نظر آیا، ساتھ کنیزیں بھی تھیں۔ اس نے ایک کنیز سے اس مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ یہ کس کا مکان ہے؟ کنیز نے جواب میں بتایا، اسی لکڑہارن کا مکان ہے جو کئی سال پیشتر حضور کے یہاں جھاڑو دینے پر ملازم تھی، یہ سن کر وزیر کی بیوی نے لکڑہارن کو بُلوا کر مفصّل حالات دریافت کئے۔ لکڑہارن نے سارا حال بیان کر دیا۔ جس میں اپنا خواب اور کونڈوں پر نذرِ امام بھی تھا۔ وزیر کی بیوی کو کچھ بھی یقین نہ ہوا۔ بلکہ دل میں یہ خیال آیا کہ یہ سب جھوٹ ہے اس کے شوہر نے کہیں چوری یا رہزنی کی ہے جس کی بدولت مالدار ہو گئی ہے۔ یہ مجھ سے چھپاتی ہے۔ وزیر کی بیگم کا یہ خیالِ فاسد دل میں آنا تھا کہ اسکے شوہر نامدار وزیر اعظم پر مصیبت ناگہانی آ گئی۔

بادشاہِ وقت کا نائب وزیر اس کا دشمن تھا۔ اس نے موقع پا کر بادشاہ سے اس کی چغلی کر دی کہ وزیر اعظم خائن ہے۔ اس نے شاہی خزانے میں بڑی خیانت کی ہے۔ جہاں پناہ اسے طلب فرمائیں۔ چنانچہ بادشاہ نے اسی وقت وزیر اعظم کو

بلا کر حساب طلب کیا تو وہ صحیح حساب نہ دے سکا۔ بادشاہ غضبناک ہو گیا اور وزیر اعظم کا سارا مال و اسباب ضبط کر کے اس کو اور اس کی بیوی دونوں کو نکال باہر کیا۔ وہ دونوں محل سے نکل کر چل دیئے۔ چلتے چلتے اثناءِ راہ خربوزہ خرید کر رومال میں باندھ لئے کہ کہیں بیٹھ کر کھائیں گے۔

جس روز وزیر اعظم پر عتاب آیا تھا، اتفاق سے اسی دن صبح کو شہزادہ شکار کو گیا تھا اور شام تک واپس نہ آیا تھا۔ بادشاہ پریشان ہوا۔ وہی نائب وزیر جس کی وجہ سے وزیر اعظم نکالا گیا، بادشاہ سے بولا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معزول وزیر اعظم نے بوجہ دشمنی موقع پا کر شہزادے کو نقصان نہ پہونچا دیا ہو۔ یہ سُن کر بادشاہ نے وزیر اعظم (معتوب) کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ سپاہی ہر طرف دَوڑ گئے اور گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ اس وقت تک انھوں نے وہ خربوزہ کھایا نہ تھا اسی طرح رومال میں بندھا ہوا تھا۔

بادشاہ نے دریافت کیا، رومال میں کیا ہے؟ معتوب وزیر اعظم نے جواب دیا، خربوزہ ہے۔ رومال کھولا تو اس میں شہزادے کا سر نظر آیا۔ بادشاہ اپنے بیٹے کا سر دیکھ کر بیحد غضبناک ہوا اور حکم دیا انھیں رات بھر قید میں رکھو صبح ان کو قتل کر دیا۔

معتوب وزیر اعظم اور اس کی بیوی دونوں قید خانے میں بند کر دیئے گئے۔ وزیر اعظم معتوب نے بیوی سے پوچھا! یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم پر یہ ناگہانی مصیبت کیسے آ گئی۔ کون سا ایسا گناہ سرزد ہو گیا جس کی سزا بھگتنی پڑ گئی ہے کافی غور و خوض کے بعد بیوی نے کہا میرا خیال ہے کہ لکڑہارن نے نذرِ شاہ اور حکمِ امام جعفر صادق نیز دفینہ کے متعلق تفصیل سے بیان کیا تھا میں نے اس پر قطعی یقین نہ کیا۔ اور جھوٹ پر محمول کیا۔ معتوب وزیر اعظم نے جواب میں کہا! اس سے بڑھ کر اور

کیا گناہ ہوگا۔ تم نے حضرت امام جعفر صادقؑ کے قول کو جھٹلایا۔ توبہ کرو، اور معافی مانگو۔ امام عالی مقام کا فرمانا درست ہے۔

الغرض دونوں رات بھر گریہ وزاری اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہے۔ خلوصِ دل سے نذر امامؑ کی منت مانی۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرلی۔ علی الصبح شہزادہ شکار سے واپس آیا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے بیٹے کو سینے سے لگا لیا، پھر واپسی کی تاخیر کا سبب دریافت کیا۔ شہزادے نے عرض کیا حضور! شکار میں بڑی دیر ہوچکی تھی لہٰذا ایک باغ میں ٹھہر گیا تھا۔

اس کے بعد دونوں قیدیوں (معتوب وزیرِاعظم اور اس کی بیوی) کو طلب کیا، پھر زرومال کو کھلوا کر دیکھا تو وہ خربوزہ تھا۔ بادشاہ سخت متعجب ہوا۔ اور وزیرِ اعظم معتوب سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ معتوب وزیرِ اعظم نے جو واقعہ اپنی بیوی سے سنا تھا بہ نہایت تفصیل بیان کردیا۔ پھر بادشاہ نے دوبارہ اور اس کی عورت کو بلوا کر پوچھ گچھ کی۔ انھوں نے بھی اوّل سے آخر تک بیان کردیا۔ یہ سن کر بادشاہ بھی بہ صدقِ دل ایمان لے آیا۔ اور معتوب وزیرِ اعظم کو بحال کرکے دوبارہ اس کے عہدہ پر اس کو فائز کیا۔ اور چغل خور وزیر کو معتوب کرکے شہر بدر کردیا۔

معجزہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

آٹھواں معجزہ

شہر طالقان میں ایک ماہی گیر (مچھیرا) علی بن صالح طالقانی رہتا تھا۔ وہ روزمرہ صبح کو کشتی لے کر سمندر میں مچھلیوں کے شکار کے لئے نکل جاتا اور دوپہر تک جتنی مچھلیاں ہاتھ آجاتیں ان کو بیچ کر اپنی بیوی اور بچوں کا پیٹ پالتا۔

ایک رات جب وہ بستر پر لیٹا، تو ایسا سویا کہ وقت پر نہ آنکھ کھل سکی۔ بیوی کے بار بار جگانے پر بالآخر جاگ اٹھا۔ آنکھوں میں نیند کا خمار باقی تھا۔ مگر کشتی لے کر روانہ ہوگیا۔ نیند کے سبب کشتی کے چپو ہاتھوں میں سنبھل نہیں رہے تھے۔ اسی اونگھ میں کشتی کے چپو ہاتھ سے چھوٹ گئے وہ بیٹھے بیٹھے سوگیا۔ کشتی ہوا کے رخ پر بہتی بہتی ایسی جگہ پہونچ گئی جہاں سمندر میں بھنور تھا۔ کشتی بھنور میں پھنس کر چکر کھانے لگی۔ اس کے جھٹکوں سے آنکھ کھل گئی۔ کشتی بھنور میں دیکھ کر وہ بہت گھبرایا۔ مگر فوراً چپوؤں کی مدد سے کشتی کو گرداب سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا لیکن کشتی اس قدر تیزی سے گھوم رہی تھی کہ جیسے بہت جلد ڈوبنے والی ہو۔ اسی جدوجہد میں چپو بھی اس کے ہاتھوں سے نکل کر سمندر میں جاگرے اور دیکھتے دیکھتے بھنور کے زور سے کشتی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور صالح طالقانی بھی سمندر میں گر گیا۔ اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ اسی اثنا کشتی کا ایک تختہ بہتا ہوا اس کے ہاتھ آگیا اور وہ اس کے اوپر بیٹھ گیا۔

تختہ موجوں کے رحم و کرم پر بہتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ دُور دُور تک خشکی کے آثار نہ تھے۔ تین دن اور تین رات اسی تختہ پر رہا۔ طالقانی بھوک و پیاس سے لب دم تھا۔ اسی عالم میں سوچنے لگا کہ شاید میرا وقتِ آخر ہے۔ چنانچہ اُس نیم بے ہوشی اور خستگی کے عالم میں خلوص دل سے کہنے لگا اے امام موسیٰ کاظم آپ تو "باب الحوائج" ہیں، آپ تو بگڑی کے بنانے والے ہیں اور حاجتمند کی حاجت پوری کرنے والے ہیں۔ میری بھی مدد کیجئے ؎

فریاد کو پہونچو دمِ امداد ہے آؤ یا موسیٰ کاظم
حسنین کا صدقہ مری بگڑی کو بناؤ یا موسیٰ کاظم
تکلیف مسافر کو کبھی ہو نہ سفر میں ایذا نہ حضر میں
گھر خیر سے پہونچاؤ۔ عزیزوں سے ملاؤ یا موسیٰ کاظم

کبھی سوچتا کہ سمندر میں خود کو گرا دوں تاکہ اس زندگیٔ ناتمام کا خاتمہ ہو جائے۔ غرضکہ طالقانی نقاہت کے باعث بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک اس کے تختہ کو زبردست جھٹکا لگا اور تختہ خشکی کے حصہ سے جا لگا (صلوٰۃ)۔ طالقانی کی آنکھ جب جھٹکے کی وجہ سے کھلی تو خود کو خشکی پر پایا۔ اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ہر طرف طرح طرح کے پھلوں کے درخت جن کی شاخیں بہت نیچی جھکی ہوئی ہیں بے شمار ہیں۔ اور چاروں طرف نہریں رواں دواں۔ اس نے کچھ دیر سستا کر ایک درخت کے پاس پہونچکر خوب پھل کھائے اور پانی پیا تھوڑی دیر آرام کیا۔ پھر وضو کر کے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ اور ایک پیڑ کے نیچے سو گیا۔ اسی دوران ایک خوفناک آواز کان میں پہونچی جس سے آنکھ کھل گئی۔ دیکھا دو گھوڑے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ جیسے ہی گھوڑوں نے دیکھا فوراً سمندر میں کود پڑے۔ پھر ایک عظیم الخلقت پرندہ جو کہ ہاتھی سے بھی کئی گُنا بڑا تھا۔

آکر قریب کی پہاڑی پر بیٹھ گیا۔ طالقانی درختوں کے درمیان سے گزر کر اُس پہاڑی کے پاس پہونچا۔ وہ پرندہ اسے دیکھ کر ایک طرف کو اُڑا۔ یہ اس کے پیچھے چلا کہ وہ کدھر جاتا ہے تھوڑی دور جانے کے بعد ایک غار سے تلاوت قرآن مجید تسبیح و تہلیل اور تکبیر کی آواز سنائی دی۔ میں اس آواز کی طرف ہو لیا جب قریب پہونچا تو غار سے پھر ندا آئی کہ اے علی بن صالح طالقانی خدا تم پر رحم کرے۔ غار کے اندر آجاؤ۔ (صلوٰۃ)

جب طالقانی غار کے اندر گیا، دیکھا ایک نورانی چہرہ، کھدر پوش تشریف فرما ہیں۔ اُنھیں جھک کر سلام کیا۔ اُدھر سے سلام کا جواب ملا۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا، اے علی بن صالح! تم معدنِ کنوز ہو۔ یعنی تم بھوک، پیاس اور خوف کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر رحم کیا، تمہیں نجات دی اور پاکیزہ پانی پلایا۔

میں اُس وقت سے واقف ہوں، جب تم کشتی پر سوار تھے۔ اور سمندر میں تمہاری کشتی ٹوٹ گئی تھی، کافی دور تک موجوں کے تھپیڑے کھاتی رہی۔ تم نے اپنے آپ کو سمندر میں گرانے کا ارادہ کیا تھا اگر ایسا کر دیتے تو ہلاک ہو گئے ہوتے۔ تم نے بڑی مصیبت اٹھائی۔ میں اُس وقت کو بھی جانتا ہوں، جب تم نے نجات پائی اور دو اہم چیزیں دیکھیں۔

طالقانی نے جب اس بزرگ شخصیت کی باتیں سُنیں تو پھر اس طرح مخاطب ہوا۔ میں آپ کو اللہ و رسول اور ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ کون ہیں؟ اور آپ کا اسمِ گرامی کیا ہے؟ نیز میرے حالات آپکو کس طرح معلوم ہوئے؟ آپ نے فرمایا اے علی بن صالح! میں زمین پر اللہ کی حجّت ہوں اور میرا نام موسیٰ بن جعفر ہے (صلوٰۃ)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ تم بھوکے ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ یہ سُن کر آپؑ نے اپنے لبوں کو حرکت دی اور ایک خوانِ نعمت رومال سے ڈھکا ہوا حاضر ہو گیا حضرتؑ نے خوان سے رومال ہٹایا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جو رزق دیا ہے اُسے کھالو۔ میں نے بیٹھ کر خوب سیر ہو کر کھایا، ایسا کھانا کبھی نہ کھایا تھا، پھر مجھے پانی پلایا جو ایسا خوش ذائقہ پانی تھا، اِس سے قبل نہ پیا تھا۔

پھر آپؑ نے دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے فرمایا، اے علی بن صالح تم گھر جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا، جی حضور! آپؑ نے دُعا کے لئے ہاتھ بلند کئے، ناگاہ بادل کے ٹکڑے آنے لگے اور غار کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا، اور بحکم خدا آپؑ کو سلام کیا۔ حضرتؑ نے جوابِ سلام دیکر دریافت فرمایا۔ کہاں کا ارادہ ہے۔ انھوں نے سرزمین کا نام لیا اور چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرا ٹکڑا بادل کا آیا اور سلام کیا۔ آپ نے بعد دینے جوابِ سلام پوچھا، کدھر جا رہے ہو؟ بادل نے جواب دیا، طالقان! فرمایا، اے خدائے وحدہٗ لاشریک کا اطاعت گزار ابر! جس طرح اللہ تعالےٰ کی ودیعت کردہ اشیاء اُٹھا کر لے جا رہا ہے اسیطرح اس (علی بن صالح) کو بھی لے جا۔ جواب ملا، بسر و چشم۔ پھر حضرتؑ نے ابر کو حکم دیا کہ زمین پر برابر ہو جا، وہ زمین پر آگیا۔ آپؑ نے علی بن صالح کو بازو پکڑ کر اُس پر بٹھا کر حکم دیا کہ انھیں اِن کی منزل تک پہونچا دو۔ چنانچہ بادل اُٹھا اور ہوا کے دوش پر چل پڑا۔ (صلوٰۃ)۔

بخدا مجھے کوئی تکلیف یا خوف مطلق نہیں ہوا، اور شہر طالقان جا پہونچا۔

اے اللہ! جسطرح علی بن صالح طالقانی کی دِلی مُراد بطفیل امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام برآئی اسیطرح ہر مومن اور مومنہ کی حاجت پوری کر۔

نواں مُعجزہ

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی حیاتِ طیّبہ میں تو مُرادیں پوری ہوتی ہی تھیں۔ شہادت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ آپ کا روضۂ مبارک کاظمین شریف میں ہے جو بغداد سے باہر ہے۔

ایک بوڑھا اور اندھا سیّد نہایت غربت اور مفلسی کی حالت میں روضہ کے اندر گیا اور جیسے ہی اُس نے ضریحِ اقدس کو اپنے ہاتھ سے مَس کیا (چھوا) اس کی آنکھوں میں روشنی آگئی، وہ بےحد خوش ہوا اور خوشی میں وہ باہر کی طرف دوڑا یہ کہتا ہوا۔ "مجھے بینائی مل گئی، مجھے بینائی مل گئی"۔ میں اچھی طرح دیکھنے لگا (صلوٰۃ) اس پر لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ لوگوں نے اِس کے کپڑے تبرّکاً نوچ لے گئے۔ اُسے یکے بعد دیگرے تین بار کپڑے پہنائے گئے اور ہر بار کپڑے دھجیوں میں بٹ گئے۔ آخر خدام نے اُسے اس خیال سے کہ اس کے جسم کو نقصان نہ پہونچ جائے، بحفاظت اُسکو گھر پہونچا دیا۔ اس بوڑھے سیّد کا کہنا ہے کہ میں بغداد کے ہسپتال میں کافی عرصہ آنکھوں کے علاج کے سلسلہ میں رہا چنانچہ ڈاکٹروں نے تھک ہار کے کہہ دیا کہ یہ لا علاج ہے۔ میں ہسپتال سے مایوس ہو کر نکلا اور روضۂ اقدس (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام) پر آیا۔ اور یہاں آپؑ کے وسیلہ سے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی "بارِ الٰہا! تجھے اِس امام مدفون کا واسطہ، مجھے ازسرِنو بینائی عطا کر دے"۔ یہ کہہ کر جیسے ہی میں نے "ضریح مبارک کو ہاتھ لگایا" میری آنکھوں میں یکایک روشنی آگئی اور آواز آئی جا تجھے پھر سے روشنی بخشی گئی۔

(صلوٰۃ بر محمّد و آلِ محمّد)

دسواں [illegible]

منقول ہے کہ جس شخص پر اللہ جلّ شانہٗ کا کوئی انعام ہو اُس کو ضروری ہے کہ اس کا شکر ادا کرے اور جس پر رزق میں تنگی ہو وہ استغفار کی کثرت کرے اور جس کو کوئی پریشانی ہو وہ لاحول پڑھا کرے (روض)

حضرت شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ میں ۱۴۹ھ میں حج کو جا رہا تھا راستہ میں قادسیہ (ایک شہر کا نام ہے) میں اُترا۔ میں لوگوں کی زیب زینت اور اُن کا ہجوم اور کثرت دیکھ رہا تھا۔ میری نظر ایک نوجوان خوبصورت پر پڑی کہ اُس نے کپڑوں کے اُوپر ایک بالوں کا کپڑا پہن رکھا تھا۔ پاؤں میں جوتہ بھی تھا اور سب سے علیٰحدہ بیٹھا تھا میں نے خیال کیا کہ یہ لڑکا صوفی قسم کے آدمیوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ راستہ میں دوسروں پر بوجھ ہی بنے گا۔ میں اس کو جا کر فہمائش کروں، اِس خیال سے میں اُس کے قریب گیا جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا، کہنے لگا، اَے شفیق! اجتنبوا کثیرا من الظّن انّ بعض الظّن اثم (حجرات)۔ بدگمانی سے بچو بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور یہ کہہ کر مجھے چھوڑ کر چلدیا۔ میں نے سوچا کہ یہ تو بڑی مشکل بات ہو گئی۔ میرا نام لے کر (حالانکہ مجھ کو جانتا بھی نہیں) میرے دل کی بات کہہ کر چلدیا یہ تو کوئی بزرگ آدمی ہے میں اُس کے پاس جا کر اپنے گمان کی معافی کراؤں۔ میں جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا مگر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ پتہ نہ چلا جب ہم واقصہ پہونچے تو دفعۃً اس پر نظر پڑی کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا بدن کانپ رہا ہے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے اُس کو پہچان لیا اور اُس کی طرف بڑھا کہ اپنے اس گمان کی معافی کراؤں مگر میں نے اس کی نماز سے فراغت کا انتظار کیا اور جب وہ سلام پھیر کر بیٹھا تو میں اُس کی طرف بڑھا، جب اُس نے مجھ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا۔ اَے شفیق! پڑھو! وانّی لغفّار لمن

تاب و آمن و عمل صالحًا ثمّ اھتدٰی (سورہ طٰہٰ)۔ اور بلاشبہ میں بڑا بخشنے والا ہوں ایسے لوگوں کا جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور سیدھے راستہ پر قائم رہیں۔ یہ آیت پڑھ کر وہ پھر چلدیا۔ میں نے کہا کہ یہ شخص تو ابدال میں سے معلوم ہوتا ہے۔ دو مرتبہ میرے دل کی بات پر متنبّہ کر چکا۔ پھر جب ہم زبالا میں پہونچے تو دفعۃً میری نظر اُس جوان پر پڑی کہ وہ ایک کنوئیں پر کھڑا ہے۔ ایک بڑا سا پیالہ اُس کے ہاتھ [illegible] ہے اور کنوئیں سے پانی لینے کا ارادہ کر رہا تھا کہ وہ پیالہ کنوئیں میں گر گیا۔ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اُس نے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تو ہی میرا پرورش کرنے والا ہے جب میں پیاسہ ہوں پانی سے اور تو ہی میری روزی کا ذریعہ ہے جب میں کھانے کا ارادہ کروں۔ اس کے بعد اُس نے کہا اَے میرے اللہ تجھے معلوم ہے۔ اَے میرے معبود، میرے آقا کہ اس پیالہ کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ بس اس پیالہ سے مجھے محروم نہ کر۔ شفیق کہتے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی اوپر کو آ گیا اس نے ہاتھ بڑھایا اور پانی سے بھرا پیالہ کنوئیں سے نکال لیا، پھر وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد ریت اکٹھا کر کے ایک ایک مٹھی بھر کر اس پیالہ میں ڈالتا جاتا تھا اور اس کو ہلا کر پی رہا تھا۔ میں اُس کے قریب گیا اور سلام کیا، اُس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا، اللہ نے جو نعمت تمہیں عطا کی ہے اُس میں سے کچھ اپنا بچا ہوا مجھے بھی کھلا دیجئے، کہنے لگا کہ شفیق! اللہ جلّ شانہٗ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہم پر رہی ہیں۔ اپنے ربّ کے ساتھ نیک گمان رکھو۔ یہ کہہ کر وہ پیالہ مجھے دے دیا میں نے جو اُس کو پیا تو خدا کی قسم اُس میں ستّو اور شکر گھلی ہوئی تھی۔ اُس سے زیادہ خوش ذائقہ اور اس سے زیادہ خوشبودار چیز میں نے کبھی نہیں کھائی تھی۔ میں نے خوب پیٹ بھر کر

پیا جس کی برکت سے کئی دن تک نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس لگی۔ اس کے بعد مکّہ مکرّمہ داخل ہونے تک میں نے اُس کو نہیں دیکھا۔ جب ہمارا قافلہ مکّہ مکرّمہ پہنچ گیا تو میں نے قبّۃ الشراب کے قریب ایک مرتبہ آدھی رات کے قریب نماز پڑھتے دیکھا، بڑے خشوع سے نماز پڑھ رہا تھا اور خوب رو رہا تھا صبح تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا۔ جب صبح صادق ہو گئی تو بھی اُسی جگہ بیٹھا تسبیح پڑھتا رہا۔ اس کے بعد صبح کی نماز پڑھی۔ اور پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر وہ باہر جانے لگا تو میں اُس کے پیچھے لگ لیا، باہر جا کر دیکھا تو راستہ میں جس حالت پر دیکھا تھا اس کے بالکل خلاف بڑے حشم خدم غلام اس کے موجود ہیں، چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے سلام کر کے حاضر ہو رہے ہیں۔ میں نے ایک شخص سے جو میرے قریب تھا۔ دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ اُس نے بتایا کہ یہ حضرت موسیٰ بن جعفر یعنی حضرت جعفر صادق کے صاحبزادے ہیں مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ یہ عجائب واقعی ایسے ہی سیّد کے لئے ہونا چاہئیں (روض)۔

دس بی بیوں کی کہانی

گیارھواں معجزہ

پہلے دو رکعت نماز حاجت بجا لائیں، پھر یہ پڑھیں الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین۔ پھر کہانی یوں شروع کریں ——— ایک شہر میں دو بھائی رہتے تھے۔ بڑا بھائی رئیس تھا، اور چھوٹا بھائی نادار و مفلس تھا چھوٹا بھائی جب اپنی ناداری اور

مفلسی کے باعث عاجز آ گیا تو اپنی بیوی سے بولا، ہم کب تک یہاں فقر و فاقہ کی مصیبت سہتے رہیں گے۔ کیوں نہ کہیں دوسرے شہر (پردیس) چلا جاؤں شاید مجھے وہاں کوئی نوکری مل جائے اور یہ مفلسی کے دن دُور ہو جائیں۔

یہ کہہ کر وہ اپنی بیوی سے رخصت ہو کر پردیس روانہ ہو گیا۔ بیوی اُسکے جانے کے بعد پریشان سی رہنے لگی۔ اور دل میں کہتی تھی۔ اے پالنے والے تُو ہی رازق ہے۔ اب تو میرا شوہر بھی چلا گیا۔ اب مجھ کو کھانے کو کون دے گا۔

پھر کچھ دنوں کے بعد مجبوراً وہ مومنہ اپنے شوہر کے بڑے بھائی کے یہاں گئی اور جا کر بولی (بھائی میں کیا کروں، کہاں جاؤں۔ آپکا بھائی تو تنہا چھوڑ کر پردیس چلا گیا۔ اب سوائے آپ کے گھر کے کہاں ٹھکانہ ہے۔ وہ رئیس اپنی زوجہ سے بولا، دیکھنا یہ میری چھوٹی بھاوج آئی ہے تم اسے یہیں رکھو اور گھر کے کام کاج سپرد کر دو۔ اب یہ یہیں رہے گی۔ غرضیکہ یہ مومنہ آفت زدہ اس کے یہاں رہنے لگی۔ اور گھر کا تمام کام، بچوں کی نگہداشت کرنے لگی۔ مگر رئیس کی زوجہ اس سے اس پر خوش نہ تھی۔ ذرا ذرا سی بات خفا ہوتی، طعنے دیتی۔ لیکن یہ وقت کی ماری سب کچھ سُنتی اور صبر کرتی۔ البتّہ رات کو جب لیٹتی تو اپنی تباہی اور ذلّت پر خوب روتی۔ اسی طرح ایک مدّت گذر گئی۔ اکثر رات میں اپنے شوہر کی سلامتی اور واپسی کی دعائیں مانگتی۔

ایک دن یہ مومنہ روتے روتے سو گئی اور خواب میں دیکھا کہ "ایک بی بی نقاب پوش تشریف لائیں، اور فرمایا۔ اے مومنہ تُو اپنے شوہر کے لئے اس قدر مضطرب نہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ، صحیح و سلامت آکر تجھ سے ضرور ملے گا۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ تو جمعرات کے دن (کسی وقت بھی) "دس بی بیوں کی کہانی" ضرور سُنا کر جب تک شوہر گھر نہ آ جائے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَامَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ طَہَّرَکِ وَ اصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ ۝ (ترجمہ) "اے مریمؑ تمکو خدا نے برگزیدہ کیا اور تمام گناہوں اور برائیوں سے پاک اور صاف اور سارے جہان کی عورتوں میں سے چن لیا ہے۔" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مریمؑ کا مرتبہ بہت بلند ہے اور بہت بڑا ہے۔ اسلام میں چار عورتیں ایسی گذری ہیں جن کی نظیر نہیں ہے۔ ہماری سیّدہ طاہرہ فاطمۃ الزّہراء صلوٰۃ اللہ علیہا جن کا رتبہ و درجہ ان سب بی بیوں سے افضل و برتر ہے۔ دوسری حضرت سارہؑ تیسری حضرت آسیہؑ (زنِ فرعون) یہ بنی اسرائیل سے تھیں اور دینِ ابراہیمؑ پر تھیں ان کے باپ کا نام مزاحم تھا۔ ان کو خدا پرستی کی تعلیم ملتی تھی۔ ایسی مقدس بی بی کی شادی فرعون سے ہوئی تھی شاید خدا کو منظور تھا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون علیہم السّلام کی پرورش ان کی گود میں ہو۔ نبیؐ اللہ کی پرورش کا فرعون کی گود میں نہ ہو۔ شادی سے قبل فرعون انسانوں کی طرح تھا۔ بعد میں سلطنت اور خزانوں کی گرمی اور نخوت سے اپنے کو خدا کہنے لگا۔ ایکدن کہنے لگا۔ دیکھ رہا ہوں کچھ دنوں سے عجیب حالت ہے۔ حضرت آسیہؑ نے کہا کہ مجھے صدمہ ہے تو انسان ہو کر اپنے کو خدا کہتا اور لوگوں سے منواتا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا کہ کیا تو موسیٰؑ اور ہارونؑ کے خدا پر ایمان لے آئی ہے۔ آسیہؑ نے جواب میں کہا، آج چالیسؑ سال ہو گئے۔ اسپر فرعون بولا، تجھے میرا خوف نہیں ہے؟ آسیہؑ نے جوابدیا، مجھے تیرے خوف سے زیادہ اللہ کا خوف ہے۔ میں تجھ سے سخت متنفر اور بیزار ہوں۔ یہ سن کر وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ آسیہؑ کو پھر فرعون نے زمین پر لٹا کر ہاتھوں اور پیروں میں میخیں گڑوا دیں۔ دوسری عورت ہوتی تو چیختی چلاتی مگر کافر کی صحبت سے موت کو ترجیح دیتی (آسیہ تیرے ایمان و یقین کا کیا کہنا)۔ چوتھی عورت ہاجرہؑ جن کو حضرت ابراہیمؑ پہاڑی چھوڑ آئے تھے۔ ہاجرہ بمعہ

بچۂ شیرخوار (حضرت اسمٰعیلؑ) تنہا توکل بخدا راضی برضا ہیں۔ پانی دور دور تک نہ تھا بچّہ کو چھوڑ کر پانی کی تلاش میں سات مرتبہ پہاڑی پر چڑھیں اور اتریں۔ بچّہ روتا رہا۔ پہاڑی پر چڑھنے اور اترنے کے اثنار، خدا نے پانی کا انتظام بچّہ کی ایڑیاں رگڑنے سے (چشمۂ زمزم کی صورت میں کر دیا۔ جس سے دُنیا سیراب ہوئی اور شہر آباد ہونا شروع ہو گیا۔ پھر جب حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان (ذبح) کرنے کے لئے لے کر چلے تو جناب ہاجرہ خاموش رہیں۔

جنابِ زینبؑ بنتِ زہراء علی علیہم السّلام، کُنبہ کی رونے والی کُنبہ کی سوگ نشیں، اسیرِ کربلا اور جنابِ کلثومؑ خواہرِ زینبؑ، بہتّر کی سوگوار، اور جنابِ صغریٰ بنت الحسینؑ جو مدینہ میں اپنے کُنبہ سے ایسی جدا ہوئیں کہ پھر نہ ملیں۔ جدائی کی خبر سُن کر تڑپ تڑپ کے اس دُنیا سے رخصت ہو گئیں۔ جنابِ کُبریٰ خواہرِ صغریٰ، اسیرِ بلا اپنے پیاروں کی سوگوار جنابِ سکینہ بنت الحسینؑ نے کس قدر مظالم سہے۔ مگر یتیمی کا صدمہ نہ اٹھا سکا اپنے بھائی بہنوں، پھوپھیوں وغیرہ کی رہائی کی تمنّائیں لئے قیدخانۂ شام میں رحلت پائی۔ ان تمام مصیبتوں کو مدِ نظر رکھ کر گریہ وزاری کر کے یہ کہانی سُنے یا پڑھے، اور قدرت کی نظرِ عنایت کا مشاہدہ کرے۔ وہ کہانی یہ ہے۔

ایک روز وصیِّ سیّد المرسلینؐ، امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب نے شفیعِ محشر، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مہمان کیا، لیکن اس دن گھر میں کچھ نہ تھا آپؑ تھوڑا "جو" کہیں سے قرض لے آئے اور جنابِ سیّدہؑ نے اس کو پیس کر چھ روٹیاں پکائیں۔ حضرت ختمی مرتبتؐ تشریف لائے، اور اپنے برادرِ عمّ، بیٹی اور نواسوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے۔ جنابِ سیّدہؑ نے ایک روٹی فضّہؑ کنیز کو دی۔ اور باقی پنجتنؑ پاک میں منقسم ہوئیں۔ بعد فراغتِ طعام جنابِ سیّدہؑ نے عرض کی۔ کل میری طرف سے دعوت قبول فرمائیے حضورؐ نے قبول فرما لیا۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے

دونوں نواسوں نے بھی اپنے نانا کو دعوت دی۔ حضرت علی علیہ السّلام نے ہر روز سامانِ خورد و نوش فراہم کیا۔ جب چوتھے دن کھانے سے فراغت پانے کے بعد حضورؐ تشریف لے چلے تو دیکھا، فِضّہ کنیز دروازے پر کھڑی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا فِضّہ کیا کچھ کہنا چاہتی ہو؟ فِضّہ نے نہایت مؤدّبانہ طریقے سے عرض کی، کنیز اِس قابل تو نہیں کہ آنحضرتؐ کو کھانے پر مدعو کر سکے، مگر پھر بھی استدعا کرتی ہے کہ کنیز کو عزت بخشیئے۔ یہ سُن کر پیغمبرِ خدا نے کنیز کی دعوت بھی قبول کر لی۔

اَلغرض آنحضرتؐ، بیٹی کے گھر معمول کے مطابق تشریف لائے، سب تعظیماً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ (فِضّہ نے گھر میں کسی سے بھی ذکر نہیں کیا تھا کہ آج میں نے حضورؐ کو دعوت دی ہے) نبی کریمؐ نے خود فرمایا، آج ہم فِضّہ کے مہمان ہیں۔ حضرت علیؑ نے چپکے سے الگ فِضّہ سے کہا، مجھ سے پہلے تو بتلا دیتی تاکہ میں انتظام کر دیتا۔ فِضّہ نے ادب سے عرض کی، آپ متفکّر نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مسبّب الأسباب ہے۔ اِس کے بعد وہ ایک گوشہ میں جا کر دو رکعت نمازِ حاجات پڑھ کر بارگاہِ الٰہی میں دُعا کے لئے ہاتھ بلند کئے۔ اور گڑگڑا کر دُعا مانگی کہ اے قاضی الحاجات اِس تہی دستی اور ناداری تو عالم داناہے۔ اِس کنیز نے تیرے حبیبؐ کو مہمان کیا ہے۔ تجھے واسطہ دیتی ہوں اُسی محبوبؐ کا اور اُسی کی آل کا۔ پروردگارا! مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ ابھی دُعا پوری نہ ہوئی تھی کہ دیکھا کہ سامنے ایک طبق نعمہائے جنّت سے بھرا ہوا رکھا ہے۔ دیکھ کر فوراً سجدۂ شکر بجالائی۔ اور پھر اُسے حضورؐ کے سامنے رکھ دیا۔ آنحضرتؐ نے گھر کے سارے افراد کے ساتھ پھر تناول فرمایا۔ بعد فراغت طعام فِضّہ سے انجان بن کر اس طرح مخاطب ہوئے فِضّہ! یہ کہاں سے آیا ہے؟ (گو آپ بخوبی واقف تھے۔ محض یہ بتانا تھا کہ ہمارے گھر کی کنیزیں بھی اللہ تعالیٰ کو اتنی پیاری ہیں کہ اُن کے سوال کو رَد نہیں کرتا) محمدؐ و آلِ محمدؐ کی سچی محبت اور اعتقاد سے سب کچھ مل سکتا ہے۔ خدا کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں

اَلمختصر یہ کہ با وضو بخلوص نیت یہ کہانی پڑھو یا سُن۔ اور جب تیرا شوہر آجائے تو میٹھی روٹی کا مَلیدہ بنا کر اس کے "دس لڈّو" بنا اور اس پر دس بی بیوں کی نذر دلا دے۔ اس مومنہ نے عرض کی، آپ کون ہیں؟ اور آپ کا کیا نام ہے۔ اور ان بی بیوں کے ناموں سے بھی آگاہی بخشیئے۔ تاکہ میں اُن کی نذر دِلاؤں۔ یہ سُن کر جناب سیّدہؑ نے فرمایا، میرا نام "فاطمہ زہراؑ" ہے اور میرے والد کا نام، محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے۔ اور نَو بی بیوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ جنابِ سارہؑ۔ ۲۔ جنابِ ہاجرہؑ۔ ۳۔ جنابِ مریمؑ۔ ۴۔ جنابِ آسیہؑ اور میری بیٹیاں۔ ۵۔ جنابِ زینبؑ۔ ۶۔ جنابِ اُمِّ کلثومؑ۔ ۷۔ جنابِ فاطمہ کبریٰؑ۔ ۸۔ جنابِ فاطمہ صغریٰؑ۔ ۹۔ جنابِ سکینہؑ۔

جب وہ مومنہ خواب سے بیدار ہوئی تو وہ جمعرات کا دِن تھا۔ محلّہ میں چند عورتوں سے یہ خواب بیان کیا اور پھر جنابِ سیّدہؑ کی کہانی سُنائی۔ اور اسی طرح سناتی رہی جب تک اُس کا شوہر نہ آگیا۔ ایک دِن اس کا شوہر اپنے ساتھ بہت مال و اسباب لئے وارد ہوگیا۔ مومنہ خوش ہوئی اور اپنے سابقہ مکان میں چلی آئی۔ اور یہاں آکر ہدایت کے مطابق بخلوص نیّت مَلیدہ کے لڈّوؤں پر نذر دِلائی۔ اور لڈّو تقسیم کئے اور انھیں لڈّوؤں میں سے لیکر اپنے شوہر بڑے بھائی کے گھر پہونچی۔ اور شوہر کے بھاوج کو دیا اور ساری کیفیت مختصراً بیان بھی کر دی۔ اُس مغرور بھاوج نے وہ لڈّو فوراً واپس کرتے ہوئے کہا۔ یہ لے جاؤ ہم ایسی اینٹ، پتّھر، چیزیں نہیں کھاتے۔ بیچاری مومنہ وہ لڈّو واپس لے آئی اور بار بار خود نے کھا کر خدا کا شکر ادا کیا۔ اب اُس مغرور بھاوج کا حال سُنیئے۔

رات کو وہ مغرور عورت سوئی۔ صبح کو جب اُٹھی تو کیا دیکھتی ہے کہ اُسکے سارے بچّے مَرے پڑے ہیں۔ اور گھر کا سامان کُل غائب ہے۔ یہ دیکھ کر میاں بیوی

کے حواس جاتے رہے۔ دونوں بہت روئے۔ جب کئی دِن گذر گئے تو پھر آپس میں کہنے لگے۔ یا اللہ! اب بھوک سے بُرا حال ہو رہا ہے۔ کیا کروں گھر میں ایک دانہ بھی نہیں کہ کچھ کھاؤں۔ بالآخر شوہر نے بیوی سے کہا، میری بہن کے یہاں چلو۔ گھر میں تالا لگا کر دونوں چل دیئے۔ راستہ میں چنے کے ہرے بھرے کھیت نظر آئے اُس کے شوہر نے بہت سے ہُولے (ہرے چنے کے پیڑ) اُکھاڑ کر بیوی کے ہاتھ میں دیئے۔ عورت کے ہاتھ میں وہ ہُولے فوراً سوکھ سوکھ کر گھاس ہوگئے۔ دونوں بہت گھبرائے اور پھینک کر آگے بڑھے۔ کچھ دُور چل کر ایک تر و تازہ گنّے کا کھیت ملا۔ شوہر بھوک اور پیاس سے بیتاب تھا۔ گنّے دیکھ کر اور بے قرار ہوگیا۔ پھر اس نے بہت سارے گنّے کھیت سے توڑ کر بیوی کو دیئے۔ جونہی عورت کے ہاتھ سے مَس ہوئے سارے سوکھ کر لکڑیاں بن گئے۔ انھیں بھی پھینک کر آگے بڑھ گئے۔ بہ دقّت تمام بہن کے گھر پہونچے۔ الگ کمرے میں بیٹھایا گیا۔ پہلے گھر والوں نے کھانا کھایا۔ بہن نے بچا کھچا نوکر کے ذریعہ ان کو کھانا پہونچوایا۔ یہ دونوں کئی دِن کے بھوکے تھے۔ کھانا دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ پھر دونوں کھانے بیٹھے جیسے ہی پہلا نوالہ اُٹھایا۔ شدید بدبُو آئی۔ اور دونوں سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ بالآخر بھوکے سو گئے۔ صبح ہوئی تو شوہر نے بیوی سے کہا کہ یہاں پر جو بادشاہ ہے وہ میرا دوست ہے چلو اُس کے یہاں چلیں۔ دیکھو اس مصیبت میں وہ ہماری کیا مدد کرتا ہے۔

دونوں بادشاہ کے یہاں پہونچے۔ خبردار نے اطلاع دی کہ حضور آپ کے پاس ایک مرد اور ایک عورت آئے ہیں۔ بہت خستہ حالت میں ہیں۔ بادشاہ نے اندر بُلا لیا اور دیکھتے ہی پہچان لیا۔ بڑے تپاک سے مِلا۔ پھر ان کے لئے ایک کمرہ خالی کرایا اور کہا دونوں غسل کر کے آرام کرو۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے مہمانوں کو سات قسم کا کھانا بھیجو۔ بادشاہ کے حکم کے مطابق سات خوان ان دونوں کے آگے لائے گئے۔

شوہر بہت خوش ہُوا، بیوی سے بولا، جلدی اُٹھو۔ اللہ نے ہم کو نعمت بھیجی ہے، بیوی ہاتھ دُھو کر کھانے کے پاس آ بیٹھی۔ جیسے ہی کھانے کو ہاتھ لگایا۔ کھانا سڑ گیا۔ اور کیڑے چلتے پھرتے نظر آنے لگے۔ اُس کا شوہر حیران رہ گیا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ اگر بادشاہ سے شکایت کرتے ہیں تو وہ ناراض ہو جائے گا کہ میں نے تازہ کھانا بھیجا اور تم بدنام کرتے ہو۔ شوہر بہت گھبرایا بیوی سے کہنے لگا۔ اَب کیا، کروں اتنا بہت سا کھانا سڑ گیا۔ بادشاہ کہے گا کہ ان لوگوں نے جادُو کیا ہے غرضکہ دونوں نے کھانا زمین میں دفن کر دیا اور نوکروں سے برتن واپس کرا دیئے۔ اور دونوں کے پریشانیوں میں یومیہ افزوں اضافہ ہوتا رہا مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ بیوی اسی اُلجھن میں صحن میں جا بیٹھی۔ اتنے میں شہزادی اور ملکہ غسل کرنے جانے لگیں۔ اور صحن کے قریب کے کھونٹی پر دونوں نے اپنے ہار لٹکا دیئے۔ لٹکاتے ہی وہ دونوں ہار غائب ہوگئے۔ یہ عورت نے بھی دیکھا اور فوراً شوہر سے بولی اب خدا خیر کرے۔ شوہر نے پوچھا، کیا ہوا۔ بیوی نے سارا واقعہ ہاروں کے فوراً غائب ہو جانے کا بیان کر دیا اور یہ بھی کہا کہ اَب یہاں سے جلدی نکل چلو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کہیں ہم پر الزام لگا کر ہم دونوں کو قید یا قتل کرا دے۔ چنانچہ یہ دونوں بغیر اطلاع دیئے محل سے چل دیئے۔ چلتے چلتے ایک دریا کے کنارے پہونچے اور سستانے کی غرض سے بیٹھ گئے۔ شوہر نے بیوی کہا، نہیں معلوم ہم سے کیا خطا ہوگئی ہے جو ہم پر ایسا عتاب نازل ہے۔ بیوی بولی، بیبی میں کہتی ہوں ضرور کوئی گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہو بہرحال اسی غور و فکر کے بعد بیوی نے شوہر سے کہا۔

ایک مرتبہ جب تمہارا بھائی تلاشِ معاش کیلئے پردیس گیا تھا اور عرصہ دراز تک لاپتہ رہا تمہارے بھائی کی بیوی جب بہت پریشان ہوئی تو ہمارے یہاں آ کر رہنے لگی۔ کچھ دنوں بعد اس نے خواب دیکھا کہ ایک بی بی نقاب پوش آئیں اور بولیں۔ کہ

اے مومنہ! تو "دس بی بیوں کی کہانی" سن بار پڑھ۔ اِنشاء اللہ
جلد تیرا شوہر آجائے گا اور اپنے ساتھ بہت سا مال و زر بھی لائے گا۔ پریشان نہ ہو۔
خواب کے بعد تمہاری بھاوج برابر "کہانی" سنتی رہی یہاں تک کہ تمہارا بھائی
آگیا۔ تمہاری بھاوج نے حسبِ ہدایت نقاب پوش بی بی' بہ خلوص نیت ملیدہ کے
لڈوؤں پر نذر دلوائی۔ اور پھر تقسیم کئے۔ مجھے لڈو دینے آئی۔ میں نے لینے سے
نہ صرف انکار کیا بلکہ یہ بھی کہا' میں ایسے اینٹ' پتھر کھانے والی نہیں ہوں۔ وہ بیچاری
لڈو لئے واپس چلی گئی۔ میں سمجھتی ہوں اُسی کے بعد ہی سے ہم پر یہ مصیبت نازل ہوئی
ہے۔ شوہر نے کہا' اے بدنصیب! تو نے ایسے غرور اور تکبّر کے کلمات کہے۔ جلدی توبہ
کر اور معافی مانگ "تاکہ ہم لوگ اس آفت اور مصیبت سے نجات پائیں' ورنہ تباہ
ہوجائیں گے اُس عورت نے پھر سے دریا میں غسل کر کے نمازِ حاجات پڑھی اور رو رو کر
دعا مانگنے کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور بولی اے بنتِ رسولُ اللہ! اس مصیبت کے
عالم میں مدد فرمایئے اور میری گستاخی کو معاف کر دیجئے۔ شوہر کہنے لگا ہمارے
پاس تو کچھ بھی نہیں ہے ہم کس طرح نذر دلائیں۔ پھر یہ کہہ کر اُس نے ریت اکٹھا کر کے
اس کے "دس لڈو" بنائے۔ پھر بہ خلوصِ نیت "دس بی بیوں کی نذر کا ارادہ ہی کیا
تھا کہ وہ لڈو سارے "موتی چُور کے ہو گئے" اور اُس نے اُن پر نذر دی۔ دونوں نے درود
پڑھ کے لڈو کھائے' پانی پیا' شکرِ الٰہی ادا کیا۔ شوہر نے پھر کہا اب گھر چلو ہماری خطا
عفو ہو گئی۔

اب وہ گھر پہنچے تو دیکھا' مکان اصلی حالت پر ہے۔ بچے زندہ ہیں۔ نوکر
اپنے اپنے کام پر مامور ہیں۔ ہر چیز اپنی جگہ موجود ہے۔ بچے تلاوتِ قرآن مجید کر رہے
ہیں۔ ماں باپ نے بچوں کو سینے سے لگالیا۔ اور بہت خوش ہوئے۔
اے پاک اور مقدس بی بیوں! جس طرح آپ نے اُس عورت کی خطا معاف کی

اُسی طرح کُل مومنات کی خطائیں عفو ہوں اور سب کی دلی مُراد بھی بر آئیں ❊

معجزہ حضرت عبّاسؑ علمدار

بارھواںؐ معجزہ

آقائے برجندی مرحوم "کتاب اسرار الشّہادۃ" میں تحریر
فرماتے ہیں مجھے اس زمانے میں بعض معتبر لوگوں سے
معلوم ہوا ہے کہ ایک مومن[1] دیندار جو ابھی تک موجود ہے۔ وہ حضرت امام حسینؑ کی
ہر روز زیارت کیا کرتا تھا مگر ابوالفضل العبّاسؑ کی زیارت کو ہفتہ میں صرف ایک بار
جایا کرتا تھا۔ اِس مردِ مومن نے ایک مرتبہ جناب فاطمۃ الزّہراء سلام اللہ علیہا کو خواب
میں دیکھا کہ میں آپ کے سامنے حاضر ہو کر نہایت ادب سے سلام کیا۔ لیکن انہوں نے
اپنے رُخ کو پھیر لیا۔ میں نے عرض کیا' شہزادیٔ کونین' میرے ماں باپ آپ پر سے
فدا ہوں' آپ مجھ سے کس خطا پر ناراض ہیں؟ خاتونِ جنّت نے ارشاد فرمایا' میں تجھ سے
اس لئے ناراض ہوں کہ تو میرے ایک فرزند کی زیارت نہیں کرتا۔ میں نے عرض کی کہ
اے مخدومۂ عالم! میں تو روزانہ زیارت سے مشرّف ہوتا ہوں۔ بنتِ رسولِ خدا نے فرمایا
ہاں، تزورُ ابنی الحسین ولا تزور ابنی العبّاس اِلّا قلیلاً
تو میرے بیٹے حسینؑ کی زیارت تو روز کرتا ہے مگر میرے بیٹے عبّاسؑ کی زیارت کو بہت کم
جاتا ہے۔ تیری یہ بات ہم کو ناپسند ہے۔

[1] آقائے برجندی کے زمانے میں یہ شخص موجود تھا۔

تیرھواں معجزہ

ایک شہر میں دستور تھا کہ وہ محرم کے دنوں میں شبیہیں بناکر عزاداری کیا کرتے تھے۔ ایک سال انھوں نے ایک نوجوان کو حضرت عباسؑ کی شبیہہ بنایا جو ناصبی کا بیٹا تھا۔

اُس نے اپنے بیٹے کو غصہ میں آکر کہا "میں تجھے حضرت عباسؑ کا فدائی تب جانوں کہ تو مجھے اپنے بازو کاٹ لینے دے"۔ بیٹا راضی ہوگیا، اور باپ نے غیظ و غضب سے مغلوب ہوکر اُسکے دونوں بازو کاٹ دیئے۔ اس کی زوجہ کو خبر ہوئی تو اُس نے خاوند کو بہت لعن طعن کی، شوہر نے غصہ میں آکر بیوی کی زبان کاٹ دی اور بیٹے کے کٹے ہوئے بازو اس کی گود میں ڈال کر ماں بیٹے دونوں کو گھر سے نکال دیا۔

ماں اور بیٹا دونوں ایک امامباڑہ میں گئے۔ جہاں تعزیہ رکھا ہوا تھا دونوں منبر کے آگے سر جھکا کر رو رو کے دُعائیں مانگنے لگے اسی اثنا دیکھا کہ چند بی بیاں اسی امامباڑے میں داخل ہوئیں جن کے لباس سے عظمت اور جلال ٹپکتا تھا۔

ان میں سے ایک بی بی نے اس عورت کی کٹی زبان پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا۔ اس کی زبان درست ہوگئی۔ پھر حضرت عباسؑ کی دُعا سے اس کے بیٹے کے کٹے ہوئے بازو صحیح ہو گئے۔ پھر اس جوان نے حضرت عباسؑ کے ہاتھ پر بوسہ دینا چاہا تو حضرت نے فرمایا کہ میرے دونوں بازو قطع شدہ ہیں اور یہ قیامت تک اسی طرح رہیں گے تاوقتیکہ میں داورِ محشر کے حضور میں پیش ہوکر مومنوں کو بہشت میں لے جاؤں۔

چودھواں معجزہ

علامہ آغا شیخ محمد باقر برجندی قائنی کبریت احمر میں تحریر فرماتے ہیں، میں نے اپنے بعض اساتذہ سے سُنا ہے کہ کربلا میں ایک جوان صالح لڑکا تھا وہ بیمار ہوا

اُسکا باپ اُسے حضرت ابوالفضل العباسؑ کے روضۂ اقدس میں رات کو لے گیا اور ضریح مبارک سے باندھ دیا۔ اور خدائے تعالیٰ سے حضرت عباسؑ کے توسّط سے لڑکے کی صحت کے لئے دُعا کی۔

صبح کو موصوف کا ایک دوست آیا، اور بولا۔ رات کو میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے وہ میں تم کو سُنانا چاہتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ آقائے نامدار حضرت عباسؑ علمدار، بارگاہِ الٰہی میں تمہارے فرزند کی صحت کے لئے دُعا کر رہے ہیں۔ اسی اثنا ایک فرشتہ رسُول اللہ کی طرف سے حضرت ابوالفضلؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا اے عباس بن علیؑ بن ابیطالب، آپ اِس بیمار کیلئے سفارش نہ کریں، اِس کے دِن پورے ہوگئے ہیں۔ اور اس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہے نوشتہ کی مدّت ختم ہوچکی ہے۔ حضرت عباسؑ نے فرشتہ کو جواب دیا، تم حضورؐ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ اِس کے باوجود میں سرکارِ ختمی مرتبت کے وسیلہ سے خداوندِ عالم سے اِس نوجوان (بیمار) کے شفاء کی درخواست کروں گا۔ دوبارہ رسُولِ کریم کی خدمت میں وہ فرشتہ پہونچا اور پیغامِ حضرت ابوالفضل العبّاسؑ بیان کیا۔ پیغمبرؐ خدا نے فرشتہ سے فرمایا تم پھر عبّاسؑ کے پاس جاؤ اور وہی بات جو میں نے پہلے کہی تھی اُن سے کہہ دو چنانچہ فرشتہ نے حضرت عباسؑ سے دوبارہ کہا۔ حضرت عباسؑ نے بھی وہی بات کہہ کر پھر واپس فرشتہ کو کیا۔ بہرحال اسی طرح جب فرشتہ تیسری بار پھر حاضر ہوا اور محبوبِ داور کا پیام سُنایا تو حضرت عباسؑ علمدار کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا۔ پھر خود خدمتِ رحمۃ للعالمینؐ میں حاضر ہوئے بعدِ درود و سلام عرض کیا، یارسُول اللہ! وَلَيْسَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمَّانِيْ بِبَابِ الْحَوَائِجِ وَالنَّاسِ عَلِمُوْا ذَالِكَ ط کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام "باب الحوائج" رکھا

ہے۔ اور لوگوں کو بھی یہ بات معلوم ہے۔ اس لئے میرے پاس آتے ہیں۔ اور مجھ کو وسیلہ بارگاہِ ایزدی میں قرار دیتے ہیں۔ اگر درخواست کی نامنظوری ہی مقصود ہے تو پہلے میرا "خطاب" واپس لے لیجئے۔ پھر مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ یہ سن کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور پھر فرمایا، عباسؑ! جاؤ، اللہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ تم بلاشبہ "باب الحوائج" ہو تم جس کے لئے چاہو سفارش کرو۔

چنانچہ اس نوجوان بیمار کو بہ واسطہ حضرت عباسؑ، اللہ تعالیٰ نے صحتِ کامل عطا فرمائی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں تم کو یہ خواب سنانے آیا ہوں۔ اس کے بعد جو اس شخص نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو شفایاب پایا۔

چٹ پٹ بی بی کی کہانی

پندرھواں معجزہ

ایک بی بی نصرانی تھیں۔ گھر کی غریب اور گودی بھی اولاد سے خالی، گھر میں بجز شوہر کے اور کوئی نہ تھا۔ شوہر محنت مزدوری کر کے جو دن بھر پاتا تھا اسی میں کھانے پینے کا انتظام کرتا تھا۔ یونہی گذر بسر ہوتی تھی۔ زیادہ تر فاقہ سے بسر ہوتی تھی لیکن میاں بیوی دونوں خدا پر شاکر رہ کر صبر سے کام لیتے تھے رفتہ رفتہ عمر بھی گذرتی گئی۔ اب ضعیفی کا وقت آنے لگا۔

دل ملول رہتا تھا۔ کیونکہ بعد ان کے آئندہ نسل باقی رہنے کی امید نہ تھی ایک دن ایک ضعیفہ بی بی تشریف لائیں۔ پوچھا، کیوں بی بی نصرانی! تم کیوں آج کل اتنی غمگین رہا کرتی ہو، کوئی خاص بات ہو تو بیان کرو۔ یہ تو معلوم ہے کہ ضعیفی غریبی ساتھ نہیں چھوڑتی ہے۔ اس کا تم کو غم بھی نہیں ہے۔ ہمیشہ تم نے صبر و شکر سے زندگی بسر کی ہے۔ اب کیا نئی بات ہے؟

بی بی نصرانی نے جواب دیا۔ بی بی کیا کہوں قسمت کی بات ہے۔ غریبی تو غریبی ہے میں اِس عمر تک اولاد سے بھی محروم ہوں۔ بی بی ضعیفہ نے کہا، بیٹی غم نہ کرو۔ اللہ کے اختیار میں سب کچھ ہے وہ چاہے جسے مُردہ کر دے جسے چاہے زندہ کر دے، سوکھے درخت کو ہرا کر دے، بے اولاد کو صاحبِ اولاد کر دے۔

اچھا تم چٹ پٹ بی بی کی کہانی مان لو۔ خداوند تعالیٰ تمہاری یہ مشکل آسان کر دے گا۔ یہ کہہ کر بی بی ضعیفہ تشریف لے گئیں۔ نصرانی بی بی نے فوراً کہانی مان لی۔ خدا نے اس کو ایک فرزند حسین و جمیل عطا فرمایا۔ اولاد سے گھر آباد ہو گیا۔ نصرانی بی بی کو منت پوری کرنے کا خیال آیا۔ فکرمند ہوئی کہ کیونکر منت پوری کروں۔ ضعیفہ سے ترکیب بھی

نہ پوچھی کہ جب منّت پوری ہو جائے تو کس طرح منّت اُتاری جائے۔ اتنے میں شام ہونے لگی۔ دیکھا کہ ایک نقاب پوش ضعیفہ تشریف لائیں، اور بولیں، 'تم نے ابھی تک منّت نہیں اُتاری؟' نصرانی عورت اُن کے قدموں پر گر پڑی اور گڑگڑا کر بولی! میں آپ کو برابر یاد کرتی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ تشریف لے آئیں۔ آپ کی بتلائی ہوئی منّت سے آج میری گود میں ایک بچّہ نظر آ رہا ہے۔ مگر میں نے آپ سے منّت اُتارنے کی ترکیب نہیں پوچھی تھی۔ اب آپ بتائیں کیونکر منّت اُتاروں؟ بی بی ضعیفہ نے کہا۔ پانچ ڈلی منگاؤ اور کہانی جو کہوں وہ بغور سُن لو۔ ڈلی کو کاٹ ڈالو۔ کہانی کہنے والے کو دو حصّہ کہانی سننے والے کو بھی دو حصّہ اور لانے والے کو ایک حصّہ تقسیم کر دو۔ پھر بی بی ضعیفہ نے کہانی کہنی شروع کر دی۔

ایک روز امیرالمومنینؑ کچھ آٹا جَو کا لائے اور جناب فاطمہ زہراؑ کو دیا کہ اس کی روٹیاں تیار کرو۔ آج تمہارے پدر بزرگوار (رسولِ خدا) کو میں نے کھانے پر مدعو کیا ہے۔ جناب سیّدہؑ نے خوشی خوشی آٹا خمیر کیا اور روٹیاں تیار کیں۔ جناب رسولِ خدا بعد نمازِ مغرب تشریف لائے۔ جناب سیّدہ نے دسترخوان لگایا۔ محسن پاک باپؐ نے ایک ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ اور جب پیغمبرِ اکرم رخصت ہونے لگے تو جناب سیّدہ نے عرض کی بابا جان۔ اسی طرح کل میری طرف سے کھانا نوش فرمائیے گا۔ آنحضرتؐ نے قبول فرمایا۔ پھر حضرت علیؑ کہیں سے جَو کا آٹا لائے اور جناب سیّدہؑ نے کھانا تیار کیا۔ بعد نمازِ مغرب پھر رسولِ خدا تشریف لائے اور سب کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب آپؐ واپس جانے لگے تو حضرت امام حسنؑ نے نہایت ادب سے عرض کی نانا جان! میری طرف سے بھی دعوت قبول فرمائیے۔ ارشاد ہوا، 'اچھا بیٹا'، تمہاری دعوت بھی قبول۔ پھر کھانے کے انتظامات ہوئے اور جناب رسولِ کریمؐ تشریف لائے اور کھانا تناول فرمایا۔ جب واپسی کا ارادہ کیا، تو حضرت امام حسینؑ نانا جان کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور بولے نانا جان کیا مجھ

کو محروم رکھیے گا؟ نانا سمجھ گئے، فرمایا بیٹا حسینؑ تمہاری بھی دعوت قبول ہے۔ چنانچہ حسبِ دستور پھر سامان کھانے کے فراہم ہوئے۔ اور نبی کریمؐ تشریف لائے۔ جب کھانے وغیرہ سے فراغت پا کر آپؐ رخصت ہونے لگے تو فضّہ (کنیز) دروازہ تک پہونچانے آئی اور دست بستہ عرض کی یا رسول اللہؐ، یہ کنیز بھی آرزومند ہے کہ حضور کل میری طرف سے دعوت قبول فرمائیں۔ حضرتؐ نے درخواست قبول فرما لی۔ اتفاق سے فضّہ کو سامانِ خورد و نوش مہیّا نہ ہو سکے۔ اِدھر شام ہونے کو قریب آئی مگر کسی سے اس سلسلہ میں کوئی تذکرہ نہ کیا۔ (وہ زمانہ ماہِ رمضان المبارک کا تھا) جب رسولِ خدا نمازِ مغرب سے فارغ ہو چکے تو جبرئیلِ امین نازل ہوئے اور فرمایا، 'یا حبیبِ خدا آج آپ کا افطار فضّہ کے گھر پر ہے۔ رحمتِ دو عالم فوراً روانہ ہو گئے۔ دروازہ پر پہونچ کر دستک دی۔ اور بآوازِ بلند بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا اے بیٹی تم پر سلام ہو۔ جناب سیّدہ آواز پہچان کر دروازہ تک آئیں مگر کسی قدر متعجب بھی تھیں کہ آج بابا جان نے کیوں تکلیف فرمائی، کیونکہ افطار کے لیے کچھ نہ تھا۔

الغرض رسولِ خدا اندر تشریف لائے تھوڑی دیر کے بعد بیٹی سے بولے۔ اے پارۂ جگر فاطمہؑ! آج ہم فضّہ کے مہمان ہیں۔ جنابِ امیرؑ نے فضّہ کو الگ بُلا کر فرمایا، 'اے فضّہ تو نے رسول اللہؐ کو کھانے کی دعوت دی لیکن ہم سے ذکر بھی نہیں کیا۔ فضّہ نے عرض کی، 'یا امیرالمومنینؑ مجھے گھر کے حالات خوب معلوم ہیں اس لیے تذکرہ نہ کر سکی۔ سوچا تھا کہ میں خود انتظام کر دنگی۔ یہ کہہ کر فضّہ نے وضو کیا اور گوشہ میں جا کر دو رکعت نمازِ حاجات ادا کی اور دونوں ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے اور گڑگڑا کر بولی، 'اے خالقِ ہر بلند و پستی! میں تیرے حبیبؐ کی بیٹی کی کنیز ہوں اور تیرے حبیبؐ کو اپنا مہمان کیا ہے تو جانتا ہے کہ میں کیا ہوں اس لیے تجھے تیری کبریائی کا واسطہ دیتی ہوں کہ میری لاج رکھ لے اور اپنے محبوبؐ اور اُن کی آلِ پاک سے سرخرو کر دے۔ ابھی فضّہ دعا کر ہی رہی تھی کہ سارا گھر کھانے کی خوشبو سے مہک اُٹھا۔ پھر فضّہ نے دیکھا کہ پہلو میں خوانِ نعمت رکھا ہے۔ فوراً وہ خوان لے کر فضّہ

حاضرِ خدمت بابرکت رسولؐ ہوئی ۔ جنابِ ختمی مرتبتؐ نے دریافت فرمایا ' فضہ یہ کھانا کہاں پایا ؟ فضہ نے جواب میں عرض کیا ۔ جس کے بھروسے پر میں نے حضورؐ کو مدعو کیا تھا اُسی نے بھیجا ہے ۔ یعنی یہ طعام جنّت سے آیا ہے ::

(کہانی) باب الحوائج حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام

سولھواں معجزہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کے زمانہ میں ایک ضعیف دمنہ ایک جھونپڑی میں رہتی تھی ۔ اُس کے ایک فرزند تھا ۔ سعید حیدر اس کا نام تھا ۔ وہ جنگل روزانہ جاتا اور لکڑیاں چُن کر لاتا ۔ ان کو فروخت کرتا اور دونوں ماں بیٹے انہی چند پیسوں میں گزارہ کرتے اور خدا کا شکر ادا کرتے ۔ اسی طرح اس لڑکے کی عمر ۱۵ یا ۱۶ سال کی ہوگئی ۔ اتفاق سے ایک دن سعید حیدر بادشاہِ وقت کے محل کی طرف سے گزر رہا تھا کہ بادشاہ کی لڑکی جو نہایت ہی خوبصورت تھی ' پر سعید حیدر کی نظر پڑگئی اُس نے فوراً اپنی نگاہیں نیچی کرلیں ۔ مگر دل میں کہنے لگا ۔ میں ایک غریب مزدور ہوں بھلا اُس لڑکی سے میری شادی کس طرح ہوسکتی ہے ۔ بادشاہ ہرگز اس کی شادی میرے ساتھ کرنا پسند نہ کرے گا ۔ یہی سوچتا ہوا گھر آیا اور گھر آتے ہی چارپائی پر لیٹ گیا ۔ نہ کھانا کھایا ، نہ اپنی والدہ سے بات کی ۔ والدہ کو سعید حیدر کی طرف سے فکر دامنگیر ہوئی اور کہنے لگی کہ بیٹا آج خلافِ عادت تم کیوں خاموش ہو ' نہ کھانا کھایا اور نہ بات کی ۔ کیا کچھ طبیعت ناساز ہے یا کوئی رنج ہے ۔ بہت اصرار کے بعد سعید حیدر نے کہا کہ آج میں بادشاہ کے محل کے پاس سے گزر رہا تھا کہ بادشاہ کے محل کے بالاخانے پر بادشاہ کی لڑکی کھڑی تھی جو نہایت خوبصورت ہے اگر میں اس سے شادی کرنا چاہوں تو بادشاہ ہرگز میرے ساتھ اُس کی شادی نہ کرے گا ۔ یہ بات سُن کر اس کی والدہ نے تسلّی دی اور کہا کہ گھبراؤ نہیں ۔ کھانا کھاؤ اور پھر چلو جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام ہمارے ساتویں امام ہیں ۔ ان کو تمام ذکر سنائیں گے اگر قسمت میں ہے تو ان کی مدد سے آسان ہوجائے گا ۔ نااُمید نہ ہونا چاہیے ۔ خدا مالک ہے ۔ وہ چاہے تو ادنیٰ کو اعلیٰ کردے وہ ذرہ نواز ہے ۔

یہ سُن کر لڑکے نے کھانا کھایا ۔ اور دونوں والدہ اور بیٹا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کے بعد اپنا مقصد بیان کیا ۔ انہوں نے سُن کر اُمید دلائی اور کہا خدا سب کا کارساز ہے اس کے لیے غریب اور امیر یکساں ہیں ۔ تم جنگل سے چند اینٹیں لاؤ ۔ کچھ بڑی اور کچھ آدھی اور کچھ چوتھائی اور کچھ کنکریاں ۔ جب ماں بیٹے نے اینٹیں وغیرہ لادیں تو ان پر امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے ایک کپڑا ڈال دیا ۔ اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی ۔ ان کی دعا کی برکت سے فوراً اینٹیں سونے چاندی کی بن گئیں اور کنکریاں ' یاقوت ' زمرّد ' پکھراج ' نیلم غرض بیش بہا جواہرات بن گئے ۔ پھر لڑکے سے کہا کہ تم بادشاہ کے پاس جاکر اپنا مدعا بیان کرو ۔

چنانچہ سعید حیدر بحکم امامؑ ' بادشاہ کے پاس گیا ۔ اس کے داہنے بائیں دو وزیر بیٹھے تھے ۔ بادشاہ نے دیکھ کر کہا کہ یہ کون آرہا ہے ۔ اس کو نکالو ۔ دائیں جانب کے وزیر نے کہا آنے دو کوئی حرج نہیں ۔ معلوم ہونا چاہیے کہ کس مقصد سے آرہا ہے بائیں جانب والے وزیر نے بادشاہ کے کہنے کے مطابق اس کو روکا ۔ لیکن دوسرے

وزیر کے سمجھانے پر اس کو بادشاہ کی ملاقات کی اجازت مل گئی۔ تو وزیر نے پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو بیان کرو۔ تب اس نے اپنا مقصد بیان کیا۔

یہ سن کر بادشاہ بگڑ گیا اور کہا کہ اس کو نکالو یہاں سے، یہ اس پھٹے حال سے میری لڑکی سے شادی کی خواہش رکھتا ہے۔ نکالو جلدی۔ مگر دائیں جانب والے وزیر نے بادشاہ کو پھر سمجھایا اور کہا کہ بادشاہ سلامت ناراض نہ ہوں۔ جہاں لڑکی ہوتی ہے وہاں اچھے بُرے پیغام آتے ہی ہیں۔ آپ اس کو دھکّے دے کر نہ نکالیں بلکہ کچھ شرائط لگائے دیتے ہیں۔ نہ اس سے شرائط پوری ہوں گی نہ دوبارہ آئے گا۔

بادشاہ یہ سُن کر خاموش ہو گیا۔ وزیر نے کہا۔ میاں لڑکے سونے چاندی کی جتنی بھی اینٹیں لا سکتے ہو لے آؤ۔ اور جواہرات بھی لاؤ۔ اگر تم نے یہ چیزیں حاضر کر دیں تو تم کو اپنی فرزندی میں لینا منظور کر لیا جائے گا۔ یہ سُن کر سعید حیدر اپنے گھر آیا اور والدہ کو لیکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام وکمال جو کچھ بھی اس کے ساتھ بادشاہ کے یہاں گزرا تھا بیان کر دیا۔ حضرت نے فرمایا، اچھا۔ یہ کل رقم، سونے چاندی کی اینٹیں اور تمام جواہرات لیکر بادشاہ کے پاس جاؤ۔

جب دوسرا دن ہوا تو تمام اینٹیں اور جواہرات لیکر بادشاہ کے دربار میں گیا اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیا۔ وزیروں نے خوان پوش اٹھا کر دیکھا تو اُن سونے چاندی کی اینٹوں اور جواہرات سے تمام دربار جگمگا اٹھا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ دنگ رہ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ چیزیں تو میرے خزانہ میں بھی نہیں ہیں۔ اس قدر بوسیدہ لباس والا لڑکا اور ایسے بیش بہا جواہرات اور سونا چاندی کہاں سے لے کر آیا ہے۔ لیکن پھر بھی اپنی دانست میں بادشاہ نے نہایت غور و فکر کے بعد حکم دیا کہ یہ سب کچھ خزانے میں پہونچا دو۔ اور لڑکے کو دربار سے نکال دو۔ پھر وزیر نے اس

کو سمجھایا اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ جب اتنا مال و جواہرات ہماری شرط کے مطابق لے آیا ہے تو اس کے گھر بھی کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوگا۔ ایسا لڑکا آپ کو نہ ملے گا۔ خدا کے نام پر منظور کر لیں۔

چنانچہ وزیر کے سمجھانے سے بادشاہ کی سمجھ میں آ گیا اور اس نے شادی کا اقرار کر لیا۔ سعید حیدر دربار سے خوش خوش رخصت ہوا اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہو کر بہ تمام وکمال ماجرہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ اب تمہارے ساتھ شادی ہو جائے گی۔ اب جا کر دن تاریخ مقرر کرو۔ اور شادی کر لو۔ بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے اپنی خوبصورت لڑکی کی شادی سعید حیدر کے ساتھ کر دی۔ جہیز میں بہت کچھ زر و زیورات اور ساز و سامان اپنی بیٹی کو دیا۔ لیکن سعید حیدر نے اپنی دلہن کو اسی جھونپڑی میں لا کر اُتار دیا۔ لڑکی جھونپڑی کو دیکھ بہت حیران و پریشان اور رنجیدہ ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ سوائے میرے سامان کے اس جھونپڑی میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ کچھ دیر سوچتی رہی۔ پھر لڑکے سے کہنے لگی۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ تم نے مجھے اس جھونپڑی میں لا کر اُتارا اور آپ کے گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کل جب میرے عزیز اقارب مجھے لینے کیلئے آئیں گے تو وہ کیا کہیں گے۔ لڑکے نے جواب دیا پریشان نہ ہوں، انشاء اللہ صبح کو سب کچھ ہو جائے گا۔ مصلحتِ وقت کی وجہ سے یہاں اُتارا ہے۔ خیر وہ خاموش ہو گئی۔ جب صبح ہوئی تو یہ لڑکا حضرت امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ لڑکی نے کہا تھا اور جو کچھ اُس کو بادشاہ نے جہیز میں دیا تھا تمام حال سے آگاہ کیا۔ حضرت نے فرمایا، کہ گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے ابھی تھوڑی ہی دیر میں سب کچھ ہوا جاتا ہے۔

چنانچہ امامؑ نے زعفر جن کی اولاد میں سے ایک جن کو بلایا اور فرمایا کہ ساز و سامان سے سجا ہوا ایک محل فوراً لاؤ اور وہاں پہونچا دو۔ جن نے حکمِ امامؑ کی تعمیل

کی اور ایسا لا کر حاضر کیا کہ جس میں عجیب و غریب سامانِ آرائش موجود کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ چنانچہ سعید حید رجب اپنی دلہن کو اس محل میں لے گیا تو وہ بہت خوش ہوئی۔ جب دلہن کے عزیز اس کو لینے آئے تو محل کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے

بہر حال جب عزیز اس کو لیکر واپس گئے تو بادشاہ کو بتایا کہ ایسا عمدہ محل ہے وہ بہت خوش ہوا۔ اب یہ لڑکی آنے جانے لگی۔ خوش و خرم رہتی رہی۔ ایک دن لڑکے سے کہنے لگی۔ یہ بتاؤ کہ آپ پھٹے حال سے کیوں رہتے تھے اور پہلے مجھے جھونپڑی میں کیوں اُتارا اور خود اس جھونپڑی میں کیوں رہتے تھے۔ تب اُس نے تمام گزشتہ ذکر سنایا اور کہا کہ اس طرح میں تم کو دیکھ کر غمزدہ ہوا اور میری والدہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں گئیں اور جو کچھ تمہارے گھر سونا چاندی جواہرات وغیرہ لے گئے تھے اور جو کچھ اب تمہارے سامنے موجود ہے وہ سب امام علیہ السلام کا عطا کردہ ہے ورنہ میں تو ایک بہت ہی غریب آدمی ہوں۔

پھر اُس لڑکی نے کہا کہ اُن امام کی خدمت میں مجھے بھی لے چلو۔ چنانچہ سعید حید اپنی دلہن کو امام کی خدمت میں لے گیا۔ جب اس نے امام کو دیکھا تو اُن کے قدموں پر گر گئی اور اس قدر معتقد ہو گئی کہ جان نثار کرنے لگی۔ یہ معجزہ سُن کر اُس کے عزیز و اقارب بھی ایمان لے آئے۔

جس مومن کو کوئی مشکل درپیش ہو وہ یہ کہانی گیارہ دن پڑھے۔ انشاء اللہ بہ طفیلِ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بہت جلد مراد پوری ہوتی ہے۔ اعتقاد شرط ہے بعد میں جب مراد مل جائے تو امام علیہ السلام کی نیاز نہایت پاکیزہ طریقہ سے کھیر پکا کر دلا دیں۔

باب مناجات

مُناجاتِ بارگاہ جنابِ فاطمۃ الزہراؑ

(۱)

بابا نے ترے اُمّتِ عاصی کو بچایا — خود رنج اُٹھائے ہیں دوزخ سے بچایا
شربت ترے شوہر نے ہو قاتل کو پلایا — خوشنودیٔ رب کیلئے سم بیٹے نے پایا

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمۂ زہراؑ تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۲)

اب لب پہ مرے نام ترا تشنہ لب آیا — سُن کر ترے کنبہ کا میں نام و نسب آیا
سائل ترے در پہ نہیں بے سبب آیا — للّٰہ ذرا پوچھ کہاں سے ہے کب آیا

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمۂ زہراؑ تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۳)

سائل کو جھڑکنے کی تو عادت نہیں تیری — مخفی کوئی دُنیا میں سخاوت نہیں تیری
عصیاں نہ بکل ہو یہ شفاعت نہیں تیری — غیروں سے کہوں کچھ یہ اجازت نہیں تیری

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمۂ زہراؑ تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۴)

سائل ہوں ذرا زوجۂ حیدر مری سن لے — خالق کیلئے بنتِ پیمبر مری سن لے
ہے مریم و سارہ سے تو بہتر مری سن لے — اے والدۂ محسنؑ و شبرؑ مری سن لے
چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۵)

دشمن بھی جو سائل ترے گھر آ گیا بی بی — کچھ اپنی تمنا سے سوا پا گیا بی بی
یہ غم تو مرے دل کو بس اب کھا گیا بی بی — کیوں راز نہ تقدیر کا سمجھا گیا بی بی
چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۶)

بے جا تو یہ کچھ مانگنا میرا نہیں بی بی — کچھ پہلے پہل کا تو یہ پھیرا نہیں بی بی
محروم رہے خلق یہ شیوہ نہیں بی بی — سائل کوئی خالی کبھی پھیرا نہیں بی بی
چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۷)

کیوں حکم مجھے ثانیِ مریم نہیں ہوتا — کیوں عقدۂ حل رنج و غم و ہم نہیں ہوتا
کیوں بنتِ شہنشاہِ دو عالم نہیں ہوتا — کیا دیر ہے کیوں دور مرا غم نہیں ہوتا
چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۸)

غیرت کا تقاضہ ہے یہ شکوہ نہیں بی بی — اظہارِ وفا اپنا طریقہ نہیں بی بی
غیروں سے کہوں جا کے یہ شیوہ نہیں بی بی — اس در کے سوا اور وسیلہ نہیں بی بی
چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۹)

بخشی ہے مجھے دولتِ ایمان نبیؐ نے — مشکل میں مدد کی ہے سدا حق کے ولی نے
پہلے بھی کرم مجھ پہ کئے حق کے وصی نے — بھولا نہیں ہے یاد دیا ہے جو علی نے
چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۱۰)

اکثر ہمیں آفات سے بی بی نے بچایا — غم سے بھی کئی مرتبہ آ آ کے چھڑایا
عریانی میں اکثر ہمیں چادر میں چھپایا — آیا ہے تمہارے لئے تطہیر کا سایا
چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۱۱)

معلوم ہے بالکل مجھے بی بی کا طریقہ — شوہر سے کبھی اپنے لئے کچھ نہیں مانگا
بچوں کے لئے یاد ہے دامن کا پکڑنا — یوں ہی مرے مقصد کو کرا دیجئے پورا
چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۱۲)

سائل ترا اب غیر کے گھر جا نہیں سکتا — اوروں کا دیا تیری قسم کھا نہیں سکتا
تو چاہے جو خالق سے تو کیا آ نہیں سکتا — جبریل ترے کہنے سے کیا لا نہیں سکتا

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۱۳)

اب چین عطا خالقِ یزداں سے ہو بی بی — اور شوق مجھے قراتِ قرآں سے ہو بی بی
تکلیف نہ وسواس کی شیطاں سے ہو بی بی — مقبول دعا میری دل و جاں سے ہو بی بی

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۱۴)

آرام زمانے میں مجھے آج نہ کل ہے — ہر وقت مری آنکھوں میں تصویرِ اجل ہے
بس ناز ہے تم پر، یہ نیا میرا عمل ہے — یوں مانگنا میرا بہ خدا پہلے پہل ہے

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۱۵)

مصحف نے کیا ناز تلاوت پہ تمہاری — ہے شانِ نبی صاف شباہت پہ تمہاری
خالق کو مباہات سخاوت پہ تمہاری — نازاں ہیں گنہگار شفاعت پہ تمہاری

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۱۶)

اللہ نے دکھلایا ہمیں فاطمہ کا گھر — یاں مجھ کو نبی مل گئے اور خالقِ اکبر
بی بی مری جانب سے ذرا کہہ دو یہ بڑھ کر — اب وقتِ مصیبت ہے بچا لیں مجھے حیدر

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۱۷)

وہ حال ہے میرا جو نہیں قابلِ تحریر — برگشتہ زمانہ ہے تو دشمن فلکِ پیر
محتاج و پریشاں ہوں نہیں کچھ مری توقیر — فریاد ہے فریاد ہے اے مادرِ شبیر

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۱۸)

کیا جا کے کروں غیر کے گھر ہو بھی تو ایسا — پوری ہو تمنا کوئی در ہو بھی تو ایسا
خود جھیلے مصائب کو جگر ہو بھی تو ایسا — ہر ایک کی سن لے جو بشر ہو بھی تو ایسا

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۱۹)

یا فاطمہ (ائمۂ اطہر کا تصدق — قاسم کا تصدق، علی اکبر کا تصدق
اصغر کا اور عباس دلاور کا تصدق — کلثوم کا اور زینبِ مضطر کا تصدق

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہرا تمہیں بچوں کی قسم ہے

(۲۰)

ہے ختم سخن اب مجھے شیطاں سے چھڑا دو — سجادؑ کے صدقے سے مرے دکھ کو گنوا دو
جو دل میں تمنا ہے سبھی حق سے دلا دو — ہے شوقِ زیارت مجھے زیارت تو کرا دو

چھڑوا دو ہمیں غم سے یہی وقتِ کرم ہے
یا فاطمہ زہراؑ تمہیں بچوں کی قسم ہے

مناجات بارگاہِ ربّ العزّت

(عملیہ)

(۱)

مالک کیا ہے تو نے جسے مشرقین کا — لختِ جگر ہے فاتحِ بدر و حنین کا
جس کے لئے ہے غلغلہ یہ شور و شین کا — صدقہ جنابِ فاطمہؑ کے نورِ عین کا

ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۲)

یا رازِقُ الْعِباد و یا خالِقُ النُّجوم — یا دافِعُ الْبَلاء و یا کاشِفُ الْغُمُوم
بندوں پہ تیرا فضل و کرم ہے علی العموم — گردش میں آجکل ہے مرا بختِ نحس و شوم

ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۳)

مختارِ کائنات ہو اے ربِّ پاک ذات — مردے کو بخش دیتا ہے تو خضر کی حیات
تیرے سوا نہیں ہے کسی کو یہاں ثبات — صدقہ رسولِ پاک کا دے رنج سے نجات

ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۴)

تو سب کا کارساز ہو اے ربِّ بے نیاز — محمود تیرا نام ہے بندہ ہوں میں ایاز
ظاہر ہیں تجھ پہ جو کہ ہیں بندے کے دل میں راز — تیرے سوا ہے کون کروں آج جس پہ ناز

ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۵)

تو بادشاہِ خلق ہو اے ربِّ مشرقین — تسکین تجھ سے ہوتی ہو دل کو جگر کو چین
یا رب ادا ہو جلد مرے سر سے سب کا دین — مطلوب سے ملا دے مجھے فاتحِ حنین

ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۶)

حاجت روائی کر مری اے ربِّ دوسرا — صدقہ نبیؐ کی روح کا کر رنج سے رہا
معبود تیرا عبد ہے آفت میں مبتلا — تیرے سوا میں کس سے کہوں دل کا مدعا

ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۷)

جیسا تو بادشاہ ہے ویسا ہی ہے وزیر — تیرے وزیر کا نہیں کونین میں نظیر
رحمت سے تیری پایا ہے کیا رتبۂ کبیر — امّت کا خیر خواہ رسولوں کا دستگیر
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۸)

محبوبِ کبریا ہے لقب شافعِ انام — گردوں پہ قدسیوں نے کیا ہے جسے سلام
جبرئیل در پہ لاتے تھے جسکے سدا پیام — صدقے میں اسکے بخش دے میرے گنہ تمام
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۹)

یارب ترے نبی کا وصی بھی ہے لاجواب — وہ آفتابِ دیں ہے تو حیدر ہے ماہتاب
تیری جناب سے اسے کیا کیا ملے خطاب — خیبر کشا، امیرِ عرب اور بوتراب
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۱۰)

تجھ پہ علیؑ کے سب پہ ہیں عالم میں آشکار — زوجہ ملی بتولؑ سی حیدرؑ کو غمگسار
بنتِ رسولؐ، مریمؑ و حوّاؑ کا افتخار — دیتا ہوں واسطہ اسی بی بی کا کردگار
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۱۱)

یارب میں تجھ کو دیتا ہوں شبّرؑ کا واسطہ — جس کو خطاب سیّدِ مسموم کا ملا
جو زہر سے شہید تری راہ میں ہوا — صدقہ حسنؑ کی روح کا، امداد کر خدا
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۱۲)

اے کردگار بہرِ شہنشاہِ کربلا — مدّاح کو حسینؑ کے کر رنج سے رہا
یارب ہوا ہی جو کہ تری راہ میں فدا — دیتا ہوں واسطہ میں اسی روحِ پاک کا
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۱۳)

جس نے کہ تیری راہ میں سب گھر کیا نثار — شانے ہوئے ہیں جسکے تہِ تیغِ آبدار
نوکِ سناں سے جس کا کلیجہ ہوا فگار — بہرِ جنابِ زینبؑ و کلثومؑ - کردگار
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۱۴)

یارب ہوا ہے جو کہ تری راہ میں اسیر — نوکِ سناں سے جسکو ستاتے رہے شریر
دادا کو جس کے تو نے کیا خلق کا امیر — زین العباؑ کا واسطہ، اے قادرِ قدیر
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۱۵)

اے کردگار طفلی میں جو قید میں رہا — بابا کے ساتھ شام میں جس پہ ہوئی جفا
حلقہ رسن کا جسکے گلے میں رہا بندھا — صدقہ امام باقرؑ عالی مقام کا
ساماں شتاب کر دے مرے دلکے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۱۶)

یارب ہمارے جعفرِ صادقؑ ہیں جو امام — جس نے تری جناب سے پایا ہے احتشام
روضہ پہ جسکے آتے ہیں قدسی پئے سلام — حاصل ہوں دلکے مقصد و مطلب مرے تمام
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۱۷)

اے ذوالجلال، موسیٰ کاظمؑ ہے جسکا نام — جسکو جہاں میں شاتواں تو نے کیا امام
اور اپنے قربِ خاص میں تو نے دیا مقام — دنیا میں مومنین رہیں مسرور و شادکام
ساماں شتاب کر دے مرے دلکے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۱۸)

بہرِ رضاؑ نجات اے کل کے بادشاہ — خشکی میں میری ہوتی ہے کشتی یہاں تباہ
روضہ کو جس کے تو نے کیا عرشِ بارگاہ — اسکے غلام پر بھی رہے لطف کی نگاہ
ساماں شتاب کر دے مرے دلکے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۱۹)

یارب، تقیؑ ہے جو کہ دو عالم کا مقتدا — تقویٰ بھی جس کے نام سے ممتاز ہوگیا
مذکور جس کا آیا ہے قرآں میں جابجا — اس دامِ قرض سے مجھے اب جلد کر رہا
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۲۰)

دیکر نقیؑ کا واسطہ کرتا ہوں یہ دعا — دل جس سے ہو غنی مجھے دولت وہ کر عطا
کھٹکا نہ ہو صراط کا، نے خوف حشر کا — برکت دے میرے رزق میں یاربّنا وسرا
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۲۱)

بہرِ امامِ عسکریؑ، اے خالقِ انام — دنیا کے رنج دور ہوں اور دل ہو شادکام
حاصل ہو مجھ کو دولت و اقبال و احتشام — اعدائے دیں ذلیل رہیں خلق میں مدام
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۲۲)

یارب ہمارے مہدیؑ ہادی جو ہیں امام — دینِ نبیؐ کا جن سے کہ ہووے گا احترام
جو مشرکوں سے دنیا میں لیویں گے انتقام — سوگند اُن کی دیتا ہوں اے ربِّ خاص و عام
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

(۲۳)

بہرِ سکینہؑ بانوئے دلگیر اے خدا   دکھلا دے جلد مرقدِ سلطانِ کربلا
مارا گیا جو تیر سے اصغرؑ سا مہ لقا   تیری جناب میں ہے یہ مہدیؑ کی التجا
ساماں شتاب کر دے مرے دل کے چین کا
پروردگار واسطہ خونِ حسینؑ کا

فریادی نوحہ

یا صاحبُ الزّماں مری امداد کو آؤ — فریاد کو پہونچو
اے حجّتِ حق جلوۂ پُر نور دکھاؤ — فریاد کو پہونچو
سب حال مرا آپ پہ روشن ہے سراسر — رہتی ہوں میں مضطر
لِلّٰہ مدد کرنے میں وقفہ نہ لگاؤ — فریاد کو پہونچو
کر دیجئے میرے مرضِ غم کا مداوا — اے میرے مسیحا
دُنیا کی پریشانیوں سے مجھ کو بچاؤ — فریاد کو پہونچو
اے مہدیِ دیں آؤ مصیبت کی گھڑی ہے — مشکل یہ پڑی ہے
تم اپنی کنیز دل کو مصیبت سے بچاؤ — فریاد کو پہونچو
اب ظالموں کے ظلم تو جھیلے نہ جائیں گے — کب آپ آئیں گے
فریاد ہے فریاد مدد کرنے کو آؤ — فریاد کو پہونچو

تم چاہو تو ہو جائیں ابھی مشکلیں آساں اے قوتِ ایماں
اِس خادمہ کو رنج و مصیبت سے بچاؤ — فریاد کو پہونچو
آقا تمہیں اکبرؑ کی اور اصغرؑ کی قسم ہے — اب ہم پہ ستم ہے
دشمن پہ مرے تیغ کی بجلی کو گراؤ — فریاد کو پہونچو
دشمن ہیں بہت اور مرا حال ہے ابتر — فرزندِ پیمبرؐ
بگڑی ہوئی تقدیر کو اب جلد بناؤ — فریاد کو پہونچو
دن رات غم و رنج میں رہتی ہوں میں مضطر، اے دلبرِ حیدرؑ
لِلّٰہ بہ اعجاز مدد کرنے کو آؤ — فریاد کو پہونچو

مقبول مُناجات

ہمنامِ ذوالجلال کی توقیر کی قسم   سبطِ نبیؐ سے تابعِ تقدیر کی قسم
محبوبِ کردگار کی تصویر کی قسم   تم کو ربابؑ زار کے بے شیر کی قسم
راحت ہو قلبِ فاتحِ بدر و حنین کی   تم سے قوی تھی پشت شہِ مشرقین کی
امداد کی تھی فاطمہؑ کے نورِ عین کی   غربت میں تم نے کی تھی رفاقت حسینؑ کی
امداد کیجے عابدِؑ دلگیر کی قسم
عبّاسؑ آپ کو سرِ شبّیرؑ کی قسم

دی تھی صدا حسینؑ نے امداد کیلئے ۔ اُٹھے ہیں میرے ہاتھ بھی فریاد کیلئے
تم نے بھی بگڑے خلق کے اکثر بنائے کام ۔ صدقہ نبیؐ کے لال کا آؤ ہمارے کام
جو آپ چاہیں پیشِ خدا دیں قبول ہو ۔ صدقے میں آپکے مرا مطلب حصول ہو
کس کو میں اپنے حال کا درد آشنا کہوں ۔ کس سے بھلا میں جاکے تمہارے سوا کہوں

امداد کیجے عابدِ دلگیر کی قسم
عباسؑ آپ کو سرِ شبیرؑ کی قسم

مجھ کو ہے دو جہاں میں تمہارا ہی آسرا ۔ جاؤں کہاں میں چھوڑ کے در آپ کا بھلا
اے زورِ بازوئے شہِ ابرار اَلمدد ۔ اے فوجِ شاہِ دیں کے علمدار اَلمدد
اے ابنِ دستِ ایزدِ غفار اَلمدد ۔ اے شاہِ کربلا کے مددگار اَلمدد
خاتونِ دو جہاں کی مصیبت کا واسطہ ۔ سلطانِ بےوطن کی شہادت کا واسطہ

امداد کیجے عابدِ دلگیر کی قسم
عباسؑ آپ کو سرِ شبیرؑ کی قسم

حیدرؑ کے زخمِ فرقِ مطہر کا واسطہ ۔ زہراؑ کے دردِ پہلوئے اطہر کا واسطہ
لختِ دلِ مبارکِ شبرؑ کا واسطہ ۔ تم کو حسینؑ کے تنِ بےسر کا واسطہ
دیجے اماں جوانیِ اکبرؑ کا واسطہ ۔ کام آؤ شیر خوارگیِ اصغرؑ کا واسطہ
دو داد، صبرِ عابدِؑ مضطر کا واسطہ ۔ زینبؑ کے سر کے بالوں کا، چادر کا واسطہ

امداد کیجے عابدِ دلگیر کی قسم
عباسؑ آپ کو سرِ شبیرؑ کی قسم

کام آؤ ذاتِ اقدسِ احمدؐ کا واسطہ ۔ بھائی کا، ماں کا، باپ کا، اور جد کا واسطہ
تم کو حسنؑ کی مادرِ امجد کا واسطہ ۔ قاسمؑ کا اور عونؑ و محمدؑ کا واسطہ

دیتا ہوں واسطہ میں شہِ حق شناس کا ۔ فرماؤ رحم صدقہ سکینہؑ کی پیاس کا
بیکس جو گھٹ کے مر گئی زنداں میں نیم جاں ۔ اس بے پدر کے صدقہ میں دو غم سے اب اماں

امداد کیجے عابدِ دلگیر کی قسم
عباسؑ آپ کو سرِ شبیرؑ کی قسم

مناجات

بارگاہِ ابوالفضل العباسؑ

(مجرّب عملیّہ)

(۱)

اب سر پہ میرے ٹوٹ پڑا کوہِ الم ہے ۔ اور چرخ بھی ہر لحظہ مرے درپئے غم ہے
افلاک کی گردش سے مرا ناک میں دم ہے ۔ میں قطرۂ ناچیز ہوں تو بحرِ کرم ہے

حل کیجئے مشکل مری اب ناک میں دم ہے
عباسِ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۲)

گردش سے زمانے کی مرا حال ہے تغیر ۔ ذلت مجھے دکھلاتا ہے ہر دم فلکِ پیر
محتاج سمجھ کر کوئی کرتا نہیں توقیر ۔ فریاد ہے فریاد ہے۔ اے بازوئے شبیرؑ

حل کیجئے مشکل مری اب ناک میں دم ہے
عباسِ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۳)

اس وقت میں ہوویگا مرا کون خبردار — مونس ہے نہ ہمدم نہ کوئی یاور و غم خوار
آقا مرے اب کس سے کروں درد دل اظہار — سن لیجئے اب بہر خدا یہ مری گفتار
حل کیجئے مشکل مری اب ناک میں دم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۴)

احوال مرا آپ پہ روشن ہے سراسر — دن رات غم و رنج میں رہتا ہے یہ مضطر
جس دکھ سے ہوا ہوں میں ہراسیمہ و ششدر — وہ رنج کرو دور تم از بہر پیمبر
حل کیجئے مشکل مری اب ناک میں دم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۵)

ہر لحظہ ستاتا ہے یہ چرخ ستم ایجاد — دے دیکے مجھے رنج یہ ہوتا ہے بہت شاد
یا حضرت عباسؑ مری کیجئے امداد — فریاد ہے فریاد ہے فریاد ہے فریاد
حل کیجئے مشکل مری اب ناک میں دم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۶)

اب واسطہ دیتا ہوں تمہیں شیر خدا کا — سن لیجئے صدقہ حسنؑ سبز قبا کا
بعد اسکے جو میدان ستم میں مرا پیاسا — صدقہ اسی مظلوم کا اور زین العبا کا
حل کیجئے مشکل مری اب ناک میں دم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۷)

پھر باقرؑ و جعفرؑ کی قسم دیتا ہوں شاہا — اور موسیٰؑ کاظم کا دلاتا ہوں میں صدقہ
اب بہر رضاؑ حل کرو مشکل مری مولا — مر جاؤنگا گر دیر کی اے میرے مسیحا
حل کیجئے مشکل مری اب ناک میں دم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۸)

از بہر تقیؑ رحم کرو حال پہ میرے — بہر نقیؑ ہر دو سرا دیر نہ کیجے
اور عسکریؑ کے واسطے مہدیؑ کے کرم سے — اے ثانی جعفر ترے دلدار کے صدقے
حل کیجئے مشکل مری اب ناک میں دم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۹)

بن آپ کے کونین میں کوئی نہیں یاور — ہے عار اگر غیر سے سائل ہو یہ مضطر
برگشتہ زمانہ ہے کہوں کس سے میں جاکر — اب جلد خدا کے لئے ابن شہ صفدر
حل کیجئے مشکل مری اب ناک میں دم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۱۰)

عباسؑ علمدار تری شان کے قرباں — کیا عرض کروں کہتا ہوں ناچار و پریشاں
حل کر دے مرے عقدۂ لاحل تو اس آں — از بہر بتولؑ اے شہ مرداں کے دل و جاں
حل کیجئے مشکل مری اب ناک میں دم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۱۱)

عباسؑ علیؑ، قاسمؑ و اکبرؑ کیلئے اَب — اور عونؑ محمدؑ کے اور اصغرؑ کیلئے اب
حُرؑ کیلئے اور مسلمؑ بے پر کیلئے اَب — ہاں جلد حبیبؑ ابن مظاہر کیلئے اَب

حل کیجیے مشکل مری اَب تک میں رنج و غم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۱۲)

دو ٹکڑے کیا حیدرِ کرّار نے اژدر — طفلی میں تمہیں حق نے کیا حیدرِ صفدر
سلمانؑ کو چھڑا شیر سے کاٹا سرِ عنتر — تم اُن کے پسر ہو میں غلامِ شہِ قنبرؑ

حل کیجیے مشکل مری اَب تک میں رنج و غم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

(۱۳)

ہے دل سے ثنا خواں تمہیں اے میرے مولا — میں تم پہ فدا صدقے یہ گھر بار ہے سارا
بہرِ حسنینؑ و نبیؐ و حیدرؑ و زہراؑ — ہو عرض یہ مقبول مرے اے شہِ والا

حل کیجیے مشکل مری اَب تک میں رنج و غم ہے
عباسؑ علیؑ تم کو سکینہؑ کی قسم ہے

باب الزیارات

ضروری نوٹ

زیارت مبسوطہ جو زیارت حضرت امام حسینؑ، شہزادۂ علی اکبرؑ اور سائر شہداء پر مشتمل ہے۔ خصوصیت سے شب جمعہ اور روز جمعہ پڑھنا بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ زیارتِ مبسوطہ و زیارتِ جامعہ کے بعد دو۲ رکعت نمازِ زیارت مثل نمازِ فجر بقصد قربت بجالائیں۔ بعد ختم نماز دینی و دُنیاوی مقاصد کے لیے دعائیں طلب کی جائیں، انشاءاللہ قبول ہوں گی۔

زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے ابو عبد اللہ (الحسین) سلام ہو

عَلَیْکَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ

آپ پر اے فرزندِ رسول اللہ سلام ہو آپ سب پر اور

رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

زیارتِ مبسوطہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ اٰدَمَ صَفْوَةِ اللّٰهِ

سلام ہو آپ پر اے وارثِ آدم صفی اللہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ نُوْحٍ نَبِیِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

سلام ہو آپ پر اے وارثِ نوح نبی اللہ سلام ہو آپ پر

یَا وَارِثَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ

اے وارثِ ابراہیم خلیل اللہ سلام ہو آپ پر اے وارثِ

مُوْسٰی کَلِیْمِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ عِیْسٰی

موسیٰ کلیم اللہ سلام ہو آپ پر اے وارثِ عیسیٰ

رُوْحِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ مُحَمَّدٍ

روح اللہ سلام ہو آپ پر اے وارثِ محمدؐ

حَبِیْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ

حبیب اللہ سلام ہو آپ پر اے وارثِ امیرالمومنین

وَلِیِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی

ولی اللہ سلام ہو آپ پر اے فرزندِ محمد مصطفٰیؐ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

سلام ہو آپ پر اے فرزندِ علی مرتضیٰ سلام ہو آپ پر

یَا بْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ

اے فرزندِ فاطمہ زہراؑ سلام ہو آپ پر اے فرزندِ

خَدِیْجَةَ الْکُبْرٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَارَ اللّٰهِ

خدیجۃ الکبریٰ سلام ہو آپ پر اے وہ شہید جس کے

وَابْنَ ثَارِهٖ وَالْوِتْرَ الْمَوْتُوْرَ اَشْهَدُ اَنَّکَ

خونبہا کا طالب اللہ ہے اور اُس شہید کے فرزند جس کے خونبہا کا طالب اللہ ہے اور وہ قتیل جس کے مقتول

قَدْ اَقَمْتَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتَ الزَّکٰوةَ وَاَمَرْتَ

اعزاز و اصحاب کا بدلہ نہ لیا جاسکا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ ادا

بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَیْتَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاَطَعْتَ

کی اور نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے منع کیا اور اطاعت کی آپ نے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ فَلَعَنَ

اللہ اور اس کے رسول کی یہانتک کہ آپ شہید ہوگئے پس لعنت ہو

اللّٰهُ اُمَّةً قَتَلَتْكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً ظَلَمَتْكَ

اللہ کی اس گروہ پر جس نے آپ کو قتل کیا اور لعنت ہو اللہ کی اس گروہ پر جس نے آپ پر

وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَرَضِيَتْ

ظلم روا رکھا اور لعنت ہو اللہ کی اس گروہ پر جس نے آپ کے قتل اور ظلم کو سنا اور اس پر راضی

بِهٖ يَا مَوْلَايَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّكَ

ہوا اے میرے آقا اے ابو عبداللہ ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ

كُنْتَ نُوْرًا فِي الْاَصْلَابِ الشَّامِخَةِ وَالْاَرْحَامِ

نور تھے بزرگ اصلاب میں اور ارحام

الْمُطَهَّرَةِ لَمْ تُنَجِّسْكَ الْجَاهِلِيَّةُ بِاَنْجَاسِهَا

پاکیزہ میں جہالت کی نجاست نے آپ کو مس بھی تو نہیں کیا۔

وَلَمْ تُلْبِسْكَ مِنْ مُدْلَهِمَّاتِ ثِيَابِهَا وَ

اور نہ اس کا ناپاک لباس آپ پر سایہ ڈال سکا اور

اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ دَعَائِمِ الدِّيْنِ وَاَرْكَانِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ دین کے ستون ہیں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ الْاِمَامُ الْبَرُّ التَّقِيُّ

اور مومنین کے سردار ہیں - اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امام مقدس ، منتخب زمانہ

الرَّضِيُّ الزَّكِيُّ الْهَادِي الْمَهْدِيُّ وَاَشْهَدُ

پاک و صاف ہدایت کا سرچشمہ ہدایت یافتہ (صاحب الہام ہیں) اور میں گواہی

اَنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ وُلْدِكَ كَلِمَةُ التَّقْوٰى

دیتا ہوں کہ آپ کی نسل سے ائمہ (متقی) روحِ تقوی

وَاَعْلَامُ الْهُدٰى وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَالْحُجَّةُ

اور نشانِ ہدایت اور دین کی مضبوط رسی ، اور حجت خدا ہیں

عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا وَاُشْهِدُ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

اہلِ دنیا پر اور میں گواہ کرتا ہوں اللہ اور اس کے ملائکہ

وَاَنْبِيَآئَهٗ وَرُسُلَهٗ اَنِّيْ بِكُمْ مُؤْمِنٌ وَ

اور اس کے انبیاء اور اس کے رسولوں کو ، کہ میں آپ پر اور آپکی رجعت پر

بِاِيَابِكُمْ مُوْقِنٌ بِشَرَائِعِ دِيْنِيْ وَخَوَاتِيْمِ

ایمان رکھتا ہوں اور اپنے دین کے احکام اور اپنے اعمال کے انجام کا یقین رکھتا

عَمَلِيْ وَقَلْبِيْ لِقَلْبِكُمْ سِلْمٌ وَّاَمْرِيْ لِاَمْرِكُمْ

ہوں اور میں اپنے دل سے آپ کا بھی خواہ (بھلائی چاہنے والا) ہوں اور آپ کے

مُتَّبِعٌ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى اَرْوَاحِكُمْ

تابع ہوں اور آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں اور آپ کے ارواح پر بھی اور

وَعَلٰى اَجْسَادِكُمْ وَعَلٰى اَجْسَامِكُمْ وَعَلٰى

آپ کے اجساد پر اور آپ کے اجسام پر اور آپ کے

شَاهِدِكُمْ وَعَلٰى غَائِبِكُمْ وَعَلٰى ظَاهِرِكُمْ

شاہد (حاضر) پر اور آپ سب کے غائب پر اور آپ سب کے ظاہر پر

وَعَلٰى بَاطِنِكُمْ

اور آپ سب کے پوشیدہ پر

زیارت حضرت علی اکبرؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

سلام ہو آپ پر اے فرزند رسول اللہ سلام ہو آپ پر

يَا بْنَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے فرزندِ نبی اللہ سلام ہو آپ پر اے فرزند امیر المومنین

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ الْحُسَيْنِ الشَّهِيْدِ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے فرزند حسین شہید سلام ہو

عَلَيْكَ اَيُّهَا الشَّهِيْدُ وَابْنُ الشَّهِيْدِ اَلسَّلَامُ

آپ پر اے شہید اور اے شہید کے فرزند سلام ہو

عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَظْلُوْمُ وَابْنُ الْمَظْلُوْمِ لَعَنَ

آپ پر اے مظلوم اور بیٹے مظلوم کے ۔ اللہ کی لعنت ہو

اللّٰهُ اُمَّةً قَتَلَتْكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً ظَلَمَتْكَ

اس گروہ پر کہ جس نے آپ کو قتل کیا اور لعنت ہو اللہ کی اس گروہ پر کہ جس نے آپ پر ظلم کیا

وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَرَضِيَتْ بِهٖ

اور لعنت ہو اللہ کی اس گروہ پر کہ جس نے جو آپ کے قتل ظلم کو سنکر اس پر راضی ہوا ۔

زیارت سائر شہداء کربلا علیہم السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ وَاَحِبَّآءَهٗ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ سب پر اے اللہ کے دوستو ! اور اس کے پیارو ! سلام ہو

عَلَيْكُمْ يَا اَصْفِيَآءَ اللّٰهِ وَاَوِدَّآءَهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

آپ سب پر اے اللہ کے منتخب بندو ! اور اس کے خاص بندو ! سلام ہو آپ سب پر

يَا اَنْصَارَ دِيْنِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ رَسُوْلِ

اے دین خدا کے مددگارو ! سلام ہو آپ سب اے رسول اللہ کے مددگارو !

اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ سب پر اے امیر المومنین کی مدد کرنیوالو ! سلام ہو

عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَيِّدَةِ النِّسَآءِ

آپ سب پر اے فاطمہ زہراء عالمین کی عورتوں کی

الْعَالَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ اَبِيْ مُحَمَّدِ

سردار کے مددگارو ! سلام ہو آپ سب پر اے ابو محمد حضرت حسن ابن علی ولی

نِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ الْوَلِيِّ الزَّكِيِّ النَّاصِحِ الْاَمِيْنِ

زکی و ناصح امت کے خیر خواہ کے مددگارو !

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَيْنِ

سلام ہو آپ سب پر اے ابو عبداللہ الحسین کے مددگارو!

بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ طِبْتُمْ وَطَابَتِ الْاَرْضُ الَّتِيْ

میرے باپ اور ماں آپ سب پر فدا ہوں اور سب کے سب پاکیزہ ہوگئے اور زمین

فِيْهَا دُفِنْتُمْ وَفُزْتُمْ فَوْزًا عَظِيْمًا فَيَا لَيْتَنِيْ

جس میں آپ مدفون ہیں پاکیزہ ہوگئی اور سب بلند درجات پر پہونچ گئے اے کاش میں بھی

كُنْتُ مَعَكُمْ فَاَفُوْزَ مَعَكُمْ ۝

آپ سب کے ساتھ ہوتا تو بلند درجات پر فائز ہوتا۔

زیارت حضرت رسولِ خدا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبیؐ! سلام ہو آپ پر

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

اے اللہ کے رسولؐ! سلام ہو آپ پر اے اللہ کی حجت! سلام ہو

عَلَيْكَ يَا بَاعِثَ الْهُدٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

آپ پر اے (راہِ) وجہ ہدایت! سلام ہو آپ پر

يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اے اللہ کے حبیبؐ! سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

زیارت حضرت فاطمہؑ زہراء

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ

سلام ہو آپ پر اے دخترِ رسول اللہ! سلام ہو آپ پر

يَا بِنْتَ اَفْضَلِ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَمَلَائِكَتِهٖ

اے دخترِ اُن کی جو تمام انبیاءِ خدا اور اس کے رسولوں اور ملائکہ سے افضل ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ

سلام ہو آپ پر اے عالمین کی مستورات کی سردار!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے زوجۂ ولی اللہ سلام ہو

عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ سَيِّدَيْ

آپ پر اے مادرِ گرامی امام حسن و امام حسین جو کہ سردار ہیں

شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا

جنتی جوانوں کے سلام ہو آپ پر اے

الصِّدِّيْقَةُ الشَّهِيْدَةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا

صدیقہؑ شہیدہ سلام ہو آپ پر اے وہ ذات جو اللہ سے

الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا

ہر بات پر راضی ہے اور جس سے اللہ راضی ہے سلام ہو آپ پر اے وہ جو

الْفَاضِلَةُ الزَّكِيَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ

فاضلہ اور پاکیزہ ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے متقیہ (پرہیزگار)

النَّقِيَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمُحَدَّثَةُ الْعَلِيمَةُ

پاک و پاکیزہ سلام ہو آپ پر اے وہ عالمہ جو حدیثیں بیان کرتی ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمَغْصُوبَةُ الْمَظْلُومَةُ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے وہ مظلومہ جس پر لوگوں نے غضب ڈھایا گیا۔ سلام ہو

عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ

آپ پر اے فاطمہؑ بنتِ رسول اللہ ، اور آپ پر اللہ کی رحمت

اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ۝

نازل ہو اور برکتیں نازل ہوں

زیارت حضرت علی ابن ابی طالبؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

سلام ہو آپ پر اے مومنوں کے امیر سلام ہو آپ پر اے

حَبِيبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

اللہ کے حبیب (دوست) سلام ہو آپ پر اے اللہ کے برگزیدہ سلام ہو

عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ

آپ پر اے اللہ کے دوست سلام ہو آپ پر اے اللہ کی حجت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْهُدٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

سلام ہو آپ پر اے ہدایتوں کے پیشوا سلام ہو آپ پر اے

عَلَمَ التُّقٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْوَصِيُّ الْبَرُّ التَّقِيُّ

تقویٰ و پرہیزگاری کے عَلَم (نشان) سلام ہو آپ پر اے وصیٔ نیکوکار، متقی

النَّقِيُّ الْوَفِيُّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

پاکیزہ و وفادار سلام ہو آپ پر اے ابوالحسن والحسین (ابوالحسنین)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمُودَ الدِّينِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

سلام ہو آپ پر اے دین کے ستون سلام ہو آپ پر اے

سَيِّدَ الْوَصِيِّينَ وَاَمِينَ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَلسَّلَامُ

اوصیاء کے سردار! اور پروردگار عالمین کے امین سلام ہو

عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ وَعَلٰى ضَجِيعَيْكَ اٰدَمَ وَنُوحٍ وَ

آپ پر اے میرے آقا اور ان دونوں (آدمؑ و نوحؑ) پر جو آپ کے ساتھ ہی

رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

مدفون ہیں۔ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔

زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ

سلام ہو آپ پر اے ابو عبد اللہ (الحسین) سلام ہو آپ پر اور

عَلٰى جَدِّكَ وَاَبِيْكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ

آپ کے نانا پر اور آپ کے پدرِ بزرگوار پر، سلام ہو آپ پر اور آپ کی مادرِ گرامی

وَاَخِيْكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى الْاَئِمَّةِ مِنْ بَنِيْكَ

پر اور آپ کے بھائی پر سلام ہو آپ پر اور تمام ائمہ پر جو آپ کی اولاد میں سے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الدَّمْعَةِ السَّاكِبَةِ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے مسلسل رونے والے سلام

عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمُصِيْبَةِ الرَّاتِبَةِ لَقَدْ اَصْبَحَ

ہو آپ پر اے مسلسل مصائب برداشت کرنے والے بیشک آپ کے بارے میں

كِتَابُ اللّٰهِ فِيْكَ مَهْجُوْرًا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْكَ

دشمنوں نے اللہ کی کتاب کی بات سے انکار کیا اور رسول اللہ کو دادخواہ بنایا،

مَوْتُوْرًا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ●

سلام ہو آپ پر اور رحمت نازل ہو اللہ کی و برکتیں بھی۔

زیارت حضرت عباس علمدار ع

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

سلام ہو آپ پر اے فرزندِ امیر المومنین سلام ہو آپ پر

اَيُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الْمُطِيْعُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ اَشْهَدُ

اے بندۂ صالح (نہایت ہی نیک) جس نے خدا و رسولؐ کیلئے اطاعت کی میں گواہ ہوں

اَنَّكَ قَدْ جَاهَدْتَ وَنَصَحْتَ وَصَبَرْتَ حَتّٰى

بیشک آپ نے دشمنانِ خدا سے جنگ کی اور خیر خواہی کی اور صبر کیا (مصائب پر)

اَتَاكَ الْيَقِيْنُ لَعَنَ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ لَكُمْ مِنَ

تا اینکہ آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ لعنت ہو اللہ کی ظالموں پر جنہوں نے آپ سب

الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَاَلْحَقَهُمْ بِدَرْكِ الْجَحِيْمِ ●

پر ظلم کیا خواہ وہ اولین امت میں سے ہوں یا آخرین میں سے۔ اے اللہ ان ظالموں کو جہنم رسید کر

زیارت حضرت امام موسیٰ کاظم ع

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ وَابْنَ وَلِيِّهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے ولی اور فرزندِ ولی اللہ سلام ہو آپ پر

يَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَابْنَ حُجَّتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ

اے اللہ کی حجت اور فرزندِ حجت اللہ سلام ہو آپ پر اے برگزیدۂ خدا

اللّٰهِ وَابْنَ صَفِيِّهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَ اللّٰهِ وَ

اور فرزند برگزیدۂ کے۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے امانت دار اور

ابْنَ اَمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ فِيْ ظُلُمَاتِ

اللہ کے امین کے فرزند، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نور زمین کے اندھیروں

الْاَرْضِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْهُدٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

میں، سلام ہو آپ پر اے ہدایتوں کے امام سلام ہو آپ پر

يَا عَلَمَ الدِّيْنِ وَالتُّقٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَازِنَ عِلْمِ

اے دین و تقویٰ کے علَم (نشان) سلام ہو آپ پر اے علمِ انبیاء کے خزانہ دار

النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَازِنَ عِلْمِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ

(وارث) سلام ہو آپ پر اے علمِ مرسلین کے خزانہ دار (وارث) سلام ہو

عَلَيْكَ يَا نَائِبَ الْاَوْصِيَآءِ السَّابِقِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

آپ پر اے اوصیاء ماسبق (گذشتہ) کے نائب سلام ہو آپ پر

يَا مَعْدِنَ الْوَحْيِ الْمُبِيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ

اے معدنِ وحیٔ ظاہر سلام ہو آپ پر اے مالک

الْعِلْمِ الْيَقِيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَيْبَةَ عِلْمِ

علمِ یقین سلام ہو آپ پر اے علمِ مرسلین کے راز جاننے والے

الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْاِمَامُ الصَّالِحُ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے نیک و صالح امام سلام ہو

عَلَيْكَ اَيُّهَا الْاِمَامُ الزَّاهِدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْاِمَامُ

آپ پر اے زہد و تقویٰ والے امام سلام ہو آپ پر اے امام

الْعَابِدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْاِمَامُ السَّيِّدُ الرَّشِيْدُ

عابد سلام ہو آپ پر اے امام سید و سردار ہدایت والے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَقْتُوْلُ الشَّهِيْدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

سلام ہو آپ پر اے قتل ہونے والے شہید سلام ہو آپ پر

يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَابْنَ وَصِيِّهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

اے فرزندِ رسول اللہ اور فرزندِ وصیٔ رسول اللہ سلام ہو آپ پر

يَا مَوْلَايَ مُوْسَى ابْنَ جَعْفَرٍ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اے میرے آقا موسیٰ ابنِ جعفر اور اللہ کی رحمت نازل ہو آپ پر اور برکتیں بھی۔

زیارت حضرت امام علی الرضاؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا غَرِيْبَ الْغُرَبَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُعِيْنَ

سلام ہو آپ پر اے سب سے زیادہ غریب الوطن (وطن سے دور) سلام ہو آپ پر اے مددگار

الضُّعَفَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَمْسَ الشُّمُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

کمزور و ناتوانوں کے۔ سلام ہو آپ پر اے مرکزِ انوار (آفتابوں کے آفتاب) سلام ہو آپ پر

يَا اَنِيْسَ النُّفُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَدْفُوْنُ

اے دلِ شکستہ کے تشفی دینے والے۔ سلام ہو آپ پر اے شہرِ طوس کی زمین پر دفن کیے

بِاَرْضِ طُوْسٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُغِيْثَ الشِّيْعَةِ وَ

جانے والے سلام ہو آپ پر اے شیعوں اور زوّاروں کے

الزُّوَّارِ فِيْ يَوْمِ الْجَزَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَانَ

پشت پناہ (مغیث) روزِ جزاء (قیامت میں شفاعت کرنے والے) سلام ہو آپ پر اے شہنشاہِ

الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ

عرب و عجم سلام ہو آپ پر اے ابوالحسن علی

ابْنِ مُوسَى الرِّضَا وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

ابن موسیٰ رضا اور رحمت ہو اللہ کی آپ اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

زیارت حضرت امام زمانہؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ

سلام ہو آپ پر اے مالکِ زمان و مکان سلام ہو آپ پر اے خلیفہؑ (خدا)

الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِيمَانِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَرِيكَ الْقُرْآنِ

رحمٰن سلام ہو آپ پر اے سراپا ایمان۔ سلام ہو آپ پر اے قرآن کے ساتھی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ زَمَانِنَا هٰذَا اَعْجَلَ اللهُ فَرَجَكَ وَسَهَّلَ اللهُ

سلام ہو آپ پر اے ہمارے اِس زمانہ کے امام اللہ تعالیٰ جلد از جلد آپ کا ظہور فرمائے اور آپ کے

مَخْرَجَكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ۔ ہر زیارت کے بعد

خروج میں آسانی مہیا فرمائے سلام ہو آپ پر اور رحمتِ خدا نازل ہو اور اس کی برکتیں بھی۔

یہ دعا پڑھیں:

دُعَا برائے استجابتِ حاجات

يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ اَشْهَدُ اَنَّكَ تَشْهَدُ مَقَامِي وَتَسْمَعُ

اے ابو عبد اللہ (حسینؑ) میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ میں جہاں ہوں اور

كَلَامِي وَاَنَّكَ حَيٌّ عِنْدَ رَبِّكَ تُرْزَقُ فَاسْئَلْ رَبَّكَ وَرَبِّي فِي قَضَاءِ حَوَائِجِي

آپ میری عرض سماعت فرما رہے ہیں اور بیشک آپ زندہ ہیں اور اللہ سے روزی پا رہے ہیں پس آپ اپنے اور میرے رب سے میرے حوائج کیلئے دعا فرمائیں